عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۱۶ تا ۲۲/فروری ۲۰۰۵ء مطابق ۱۵ تا ۲۲/محرم ۱۴۲۶ھ | شمارہ: ۷

قیمت ۸ روپے

بے حیائی کا سیلاب

گفتار و کردار

صبر کی حقیقت

آپ کے مسائل

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

دجال کی آمد:

س:......دجال کی آمد کا کیا صحیح حدیث میں کہیں ذکر ہے؟ اگر ہے تو وضاحت فرمائیں؟

ج:......دجال کے بارے میں ایک دو نہیں بہت سی احادیث ہیں اور یہ عقیدہ امت میں ہمیشہ سے متواتر چلا آیا ہے۔ بہت سے اکابر امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث متواتر ہیں۔

دجال کا خروج اور اس کے فتنہ وفساد کی تفصیلات:

س:......خر دجال کا حلیہ حدیث کے حوالہ سے بیان فرمائیں کیونکہ ہم نے لوگوں سے سنا ہے کہ وہ بہت تیز چلے گا' اس کی آواز کرخت ہوگی وغیرہ وغیرہ؟

ج:......دجال کے گدھے کا حلیہ زیادہ تفصیل سے نہیں ملتا۔ مسند احمد اور مستدرک حاکم کی حدیث میں صرف اتنا ذکر ہے کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا اور مشکوۃ شریف میں بیہقی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ اس کا رنگ سفید ہوگا۔

س:......کانے دجال کا حلیہ کیا ہوگا؟

ج:......دجال کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں اس کے حلیہ' اس کے دعویٰ اور اس کے فتنہ وفساد پھیلانے کی تفصیل ذکر فرمائی گئی ہے' چند احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے: (۱) رنگ سرخ' جسم بھاری بھرکم' قد پستہ' سر کے بال نہایت خمیدہ الجھے ہوئے' ایک آنکھ بالکل سپاٹ' دوسری عیب دار' پیشانی پر "ک' ف' ر" یعنی "کافر" کا لفظ لکھا ہوگا جسے ہر خواندہ و ناخواندہ مومن پڑھ سکے گا (۲) پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر ترقی کرکے خدائی کا مدعی ہوگا (۳) اس کا ابتدائی خروج اصفہان' خراسان سے ہوگا اور عراق و شام کے درمیان راستہ میں اعلانیہ دعوت دے گا (۴) گدھے پر سوار ہوگا' ستر ہزار یہودی اس کی فوج میں ہوں گے (۵) آندھی کی طرح چلے گا اور مکہ مکرمہ' مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کے علاوہ ساری زمین میں گھومے پھرے گا (۶) مدینہ میں جانے کی غرض سے احد پہاڑ کے پیچھے ڈیرہ ڈالے گا مگر خدا کے فرشتے اسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ وہاں سے ملک شام کا رخ کرے گا اور وہاں جاکر ہلاک ہوگا (۷) اس دوران مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے اور مدینہ طیبہ میں جتنے منافق ہوں گے وہ گھبرا کر باہر نکلیں گے اور دجال سے جا ملیں گے (۸) جب بیت المقدس کے قریب پہنچے گا تو اہل اسلام اس کے مقابلہ میں نکلیں گے اور دجال کی فوج ان کا محاصرہ کرے گی (۹) مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے اور اس محاصرہ میں ان کو سخت ابتلا پیش آئے گا (۱۰) ایک دن صبح کے وقت آواز آئے گی: "تمہارے پاس مدد آ پہنچی" مسلمان یہ آواز سن کر کہیں گے: مدد کہاں سے آسکتی ہے؟ یہ کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے (۱۱) عین اس وقت جبکہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی ہوگی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کے شرقی منارہ کے پاس نزول فرمائیں گے (۱۲) ان کی تشریف آوری پر امام مہدیؓ (جو مصلے پر جاچکے ہوں گے) پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان سے امامت کی درخواست کریں گے مگر عیسیٰ علیہ السلام' امام مہدیؓ کو حکم فرمائیں گے کہ نماز پڑھائیں کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے (۱۳) نماز سے فارغ ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے' آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک چھوٹا سا نیزہ ہوگا۔ دجال آپ کو دیکھتے ہی اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ آپ اس سے فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک ضرب تیرے لئے لکھ رکھی ہے جس سے تو بچ نہیں سکتا۔ دجال بھاگنے لگے گا مگر آپ "باب لد" کے پاس اس کو جالیں گے اور نیزے سے اس کو ہلاک کردیں گے اور اس کا نیزے پر لگا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے (۱۴) اس وقت اہل اسلام اور دجال کی فوج میں مقابلہ ہوگا۔ دجالی فوج تہہ تیغ ہو جائے گی اور شجرو حجر پکار اٹھیں گے کہ: "اے مومن! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے' اس کو قتل کر۔" یہ دجال کا مختصر سا احوال ہے۔ احادیث شریفہ میں اس کی بہت سی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوت

حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

جلد ۲۴ شمارہ ۷ ۱۷ تا ۲۳ فروری ۲۰۰۵ء مطابق ۷ تا ۱۳ محرم ۱۴۲۶ھ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری | مولانا محمد اکرم طوفانی | مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

اداریہ		4
مختار کردار	(مولانا نور عالم خلیل امینی)	6
حق محمد جمیل خان ایک ہمہ جہت شخصیت	(عمر فاروق کشمیری)	9
بے حیائی کا سیلاب	(مولانا یحییٰ نعمانی)	11
بری حقیقت	(مولانا محمد امجد قاسمی)	14
سائنس کا پیغام	(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)	18
سپورٹ سے مذہب کے خانہ کا اخراج ملک گیر احتجاج کی رپورٹ		20
قائد اسلام اور مرزائیت	(مفتی محمد راشد مدنی)	27

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور راؤ
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد راشد مرحوم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۳۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۳۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک لمیٹڈ بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی
Jame Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax: 7780340

پبلشر: عزیز الرحمن جالندھری | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدارا! قادیانیوں کو مسلمانان وطن پر مسلط نہ کریں!

مسلمانان پاکستان کے لئے یہ بات انتہائی کربناک ہے کہ ملک عزیز پاکستان میں ایک بار پھر قادیانی گروہ کی سرگرمیاں خطرناک شکل اختیار کرگئی ہیں' لگتا ہے کہ قادیانی ملک میں خطرناک کھیل کھیلنے کے درپے ہیں' اگر قادیانی گروہ کی اس روش پر حکمران طبقہ نے عدم توجہی برتی اور ان پر قدغن نہ لگائی تو حالات کیا رخ اختیار کریں گے؟ یہ آنے والے وقت پر منحصر ہے۔ ذیل میں چند فکر انگیز واقعات کا مطالعہ ہر دردمند پاکستانی کی توجہ کا متقاضی ہے:

۱:......۵/ستمبر ۲۰۰۴ء کے قومی اخبارات میں خبر شائع ہوئی: "ضلع حافظ آباد کے قصبہ سول پورتارڑ میں بھارتی ایجنسی را کا ایجنٹ گرفتار کرلیا گیا' اس سے دو ویڈیو کیمرے اور دو کلاشنکوفیں برآمد کرلی گئیں۔ اے ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے پریس کانفرنس میں انکشاف کیا کہ خفیہ اطلاع پر ہم نے چھاپہ مارکر "را" کا ایجنٹ گرفتار کیا۔ اس کا نام مبشر احمد ہے اور وہ قادیانی ہے۔ اس مبشر احمد قادیانی کی بہن گوگی کی شادی حبیب احمد بھارتی قادیانی سے ہوئی۔ حبیب احمد قادیانی بھارت میں را کا ایجنٹ ہے اور مبشر احمد قادیانی پاکستان سے اپنے بہنوئی حبیب احمد قادیانی کو معلومات فراہم کرتا تھا۔ مبشر احمد قادیانی نے دوران تفتیش را کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا۔ اے ایس پی نے پریس کو بتایا کہ ہم چند روز تک دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا پتہ چلالیں گے۔" اس خبر کو تین ماہ ہوگئے ہیں۔ آگے کیا ہوا؟ کس نے تفتیش کو بریک لگوائی؟ یہ حکومت کے لئے سوالیہ نشان ہے۔

۲:......چاہئے تو یہ تھا کہ قادیانیوں کے را کے ساتھ مراسم کو طشت ازبام کیا جاتا' مگر ہوا کیا؟ کہ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور سے قادیانیوں پر عائد پابندی کہ "قادیان یاترا" کے لئے وہ اجتماعی طور پر نہیں جاسکتے' اس پابندی کو اٹھالیا گیا۔ دسمبر ۲۰۰۴ء میں سینکڑوں قادیانیوں کو قادیان یاترا کے لئے بھیجا گیا اور زرمبادلہ مہیا کیا گیا۔ حالانکہ دنیا کو معلوم ہے کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ برصغیر کی تقسیم غلط ہے' اکھنڈ بھارت دوبارہ قائم ہوگا' قادیانیوں کی نعشیں پاکستان میں امانتاً دفن ہیں۔ موجودہ دور حکومت میں ایسے کیوں ہوا؟

۳:......واشنگٹن سے اخبار نویس احمد شکیل میاں کی رپورٹ قومی اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ صدر مملکت جناب پرویز مشرف صاحب اپنے حالیہ دورہ امریکا کے دوران کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر مبشر احمد قادیانی کے گھر نجی دعوت پر گئے۔ چونکہ ڈاکٹر مبشر احمد قادیانی ہے۔ اس لئے مہمانوں کی زیادہ تعداد قادیانیوں پر مشتمل تھی' جس میں اکثریت بھارت سے تعلق رکھنے والے قادیانیوں کی تھی' اتنے بھارتی قادیانی واشنگٹن کی کسی پاکستانی تقریب میں پہلے نہیں دیکھے گئے۔ قادیانی لیڈرشپ بھی شریک محفل تھی۔ ڈاکٹر مبشر قادیانی کی بیوی سعدیہ واشنگٹن میں ایک بے باک انتہائی فیشن ایبل اور لبرل خاتون کی شہرت رکھتی ہیں اور واشنگٹن ایریا میں کئی فیشن شو کرواچکی ہیں۔ کسی پاکستانی سربراہ مملکت کا امریکا میں ایک پرائیویٹ شہری کی دعوت میں اس طرح شرکت کرنا ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور واشنگٹن میں اس پاور لنچ کے متعلق چہ میگوئیاں ہورہی ہیں۔ اس دعوت میں انڈیا اور دوسرا غیر ملکی میڈیا مدعو تھا' لیکن مقامی پاکستانی میڈیا کو بری طرح نظر انداز کیا گیا۔ صرف مبشر کے ذاتی دوست صحافی شریک ہوئے۔ مبشر کا کہنا ہے کہ میں نے دعوت نامے ایمبیسی حکام کو دیئے' آگے انہوں نے نہیں پہنچائے۔ (تکبیر ۱۵/دسمبر ۲۰۰۴ء)

۴:......یہی لبرل فیشن ایبل قادیانی خاتون سعدیہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب چوہدری پرویز الٰہی کی مشیر تعلیم ہیں۔

۵:......اسی قادیانی ڈاکٹر مبشر کے قادیانی والد اسلم کے نام پر اونچی گھرولیاں (تحصیل ڈسکہ) کا نام اسلم پورہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی نے رکھا ہے' تاحال اس نام کی منسوخی کا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا' قومی رہنماؤں و دینی شخصیات سے وعدہ کرکے پورا کرتے نظر نہیں آتے۔

۶:......قومی اخبارات میں خبر چھپی ہے کہ برطانیہ سے قادیانی غلط ترجمہ والا قرآن مجید لاکر پاکستان میں تقسیم کرکے مذہبی منافرت اور اشتعال پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وفاقی وزارت مذہبی امور نے وزارت تجارت' وزارت داخلہ اور سی بی آر کو لیٹر بھیجا ہے کہ وہ اس کا انسداد کریں۔

۷:......لیکن سی بی آر کا چیئرمین ملک ریاض جو کہ دوالمیال ضلع چکوال کی ملک برادری سے تعلق رکھتا ہے' خود سکہ بند قادیانی ہے۔

۸:...... نادرا کا ایک ڈی جی (ڈائریکٹر جنرل اکاؤنٹس) مبینہ طور پر سکہ بند قادیانی ہے۔

۹:...... پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کرانا قادیانی سرگرمیوں کا تازہ شاہکار کارنامہ ہے۔ ہمارے وفاقی وزیر داخلہ قادیانی سازش میں بری طرح جکڑ دیئے گئے ہیں۔ وہ قادیانی کیس کی وکالت کر رہے ہیں۔ لاکھوں پاسپورٹ بغیر خانہ مذہب کے شائع ہو چکے ہیں۔ ۸۰ ہزار ایشو بھی ہو گئے ہیں۔ خانہ مذہب کی بحالی کا وزیراعظم کی موجودگی میں حکمران جماعت کے صدر جناب چوہدری شجاعت حسین نے قوم کو مژدہ جانفزا سنایا۔ وفاقی وزیر مذہبی امور اور وفاقی وزیر اطلاعات نے متعدد بار اعلان کیا کہ کابینہ کے اجلاس میں بحال کر دیا جائے گا۔ وفاقی وزیر داخلہ کو اکاؤنٹس برانچ نادرا (جس کا ڈی جی مبینہ طور پر قادیانی ہے) نے سمری یہ تیار کر کے دی کہ کروڑوں کا نقصان ہوگا۔ بجائے اس کے کہ پچیس سال سے پاسپورٹ میں موجود خانہ مذہب کو حذف کر کے پاسپورٹ شائع کرنے والوں سے اس نقصان کی ریکوری کرائی جاتی' الٹا اس کے لئے وفاقی وزراء کی کمیٹی قائم کر دی گئی۔ جس میں دو سابق عسکری وزراء بھی موجود ہیں' اس کمیٹی کا اجلاس ہو کر حتمی رپورٹ کو غیر معینہ تاریخ پر ملتوی کر دیا گیا' کمیٹی کے سربراہ ہفتہ بھر کے لئے لندن کے دورہ پر جا رہے ہیں' کمیٹی کی مثبت وحتمی رپورٹ تک پاسپورٹ کی اشاعت جاری' ایشو کرنا برابر جاری' پوری قادیانی کھیپ اس دوران میں پاسپورٹ حاصل کر کے من مانی مراد حاصل کرے گی' کیا ہو رہا ہے؟ کوئی پاکستانی درمند اس پر توجہ کرے گا یا اس کیس کو بھی بر قعہ وداڑھی کی طرح گھر پر رکھنے کے مشورہ سے سرفراز کرے گا؟

۱۰:...... اب آخری خبر جس سے ساری سازش پکڑی جاتی ہے کہ قادیانیوں نے پاکستانی پاسپورٹ سے خانہ مذہب کیوں حذف کرایا؟ وہ یہ کہ قادیانی سیاسی پناہ کے نام پر ویزے لیتے تھے کہ پاکستان میں ہمارے ساتھ امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔ باہر کی حکومتوں نے دھڑا دھڑ ویزے دیئے' ان حکومتوں نے انکوائریاں کیں' قادیانی پروپیگنڈا غلط ثابت ہوا کہ قادیانی حالیہ مردم شماری کے مطابق پاکستان میں چند لاکھ ہیں' اعلیٰ ملازمتیں پورے ملک کی ایک تہائی آبادی کے برابر ان کے پاس ہیں' قادیانی ہونے پر ویزے محدود ہو گئے' انہوں نے کھیل کھیلا' وزارت داخلہ نے مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ سے خانہ مذہب حذف کر دیا' قادیانی جانتے تھے کہ اس پر دینی قیادت خاموش رہی تو قادیانیوں کے مزے ہیں' آج یہ ایسا ہوا تو کل اور سرکاری اقدامات ایک ایک کر کے واپس کرا لیں گے' ہمارے مزے ہو جائیں گے اور اگر دینی قیادت خاموش نہ رہی جس کا زیادہ امکان ہے تو پھر امتیازی سلوک کا پروپیگنڈا کر کے ویزے لینے کے چاروں طرف پھر دروازے وا ہو جائیں گے' اس تناظر میں قومی اخبارات میں شائع شدہ' جس کا حوالہ ایک سابقہ شمارے میں دیا جا چکا ہے' وہ دوبارہ ملاحظہ کریں: "ایف آئی اے نے بعض این جی اوز اور انسانی اسمگلنگ کے ایجنٹوں کی جانب سے قادیانیوں کو مذہبی امتیازی سلوک کے نام پر مغربی ممالک میں سیاسی پناہ دلانے کے منصوبہ کا انکشاف کرتے ہوئے وفاقی حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنے کی سازش کا نوٹس لے۔ قادیانیوں کو پاکستان سے وزٹ ویزا پر گھمنڈ دے لے جایا جاتا ہے پھر نئی دہلی میں سفارت خانوں میں درخواستیں جمع کرائی جاتی ہیں۔ باخبر ذرائع کے مطابق ایف آئی اے امیگریشن کراچی کی جانب سے وفاقی حکومت کو ایک رپورٹ ارسال کی گئی ہے' جس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ انسانی اسمگلنگ کے ایجنٹوں نے بعض این جی اوز کے ساتھ مل کر بیرون ملک سیاسی پناہ حاصل کرنے کے خواہشمند قادیانیوں کو جعلی کاغذات اور مذہبی امتیازی سلوک کے جعلی واقعات کی بنیاد پر آسٹریلیا' کینیڈا اور دیگر یورپی ممالک بھجوانے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ نئی دہلی میں واقع غیر ملکی سفارت خانوں میں جمع کرائی جانے والی درخواستوں میں پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف مذہبی امتیاز کا بہانہ بنایا جاتا ہے۔ ایجنٹ درخواست گزار کو واپس پاکستان لاتے ہیں اور انٹرویو کی طلبی پر دوبارہ نئی دہلی لے جایا جاتا ہے اور ایجنٹوں کے مشورے پر جعلی ایف آئی آر' خطوط اور دیگر دستاویزات بنائی جاتی ہیں۔ ایف آئی اے کی رپورٹ کے مطابق پچھلے چند ہفتوں کے دوران اس کاروبار میں بے پناہ تیزی آئی ہے۔ صرف ۲۰/نومبر سے ۲۱/دسمبر کے ۲۸ دنوں کے دوران ایف آئی اے امیگریشن کراچی نے اس طرح کے ۱۳۲ افراد کو آف لوڈ کیا جو انٹرویو کے لئے گھمنڈ دے جا رہے تھے۔ ایف آئی اے کی رپورٹ میں ایک جوڑے مبشر احمد اور ان کی اہلیہ کاشا مبشر کے کیس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مذکورہ جوڑا جو کہ ۲۰/نومبر کو گھمنڈ دے جا رہا تھا کہ ایف آئی اے کے افسران نے شک کی بنیاد پر پوچھ گچھ کی تو انہوں نے قادیانیوں کی سیاسی پناہ کے مذکورہ سلسلے کی تصدیق کی اور ایجنٹوں کی جانب سے فراہم کردہ جعلی کاغذات کا بھی انکشاف کیا۔" (روزنامہ جنگ ملتان ۴/جنوری ۲۰۰۵ء)

اسلامیان پاکستان! آپ سے دردِ دل سے گزارش ہے کہ ہماری وزارت داخلہ نے قادیانی سازش کا شکار ہو کر پاسپورٹ سے خانہ مذہب کو حذف کر کے قادیانیوں کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ پاکستان کو بدنام بھی کریں اور ویزے بھی حاصل کریں۔ فرمایئے کہ کسی بھی ملک کی وزارت داخلہ اپنے ملک کے لئے اتنی بڑی خدمت سرانجام دے سکتی ہے؟ ہرگز نہیں؟ کیا اس پر ملک کی دینی قیادت خاموش رہ کر قادیانیوں سے متعلق پہلے سے نافذ شدہ قانونی اقدامات کے حذف کرنے پر خاموش رہے؟ ہرگز نہیں؟ سوچئے ملک میں قادیانی کیا کر رہے ہیں' ان اسلام دشمن عناصر سے بچنا کتنا ضروری ہے؟ یہ آپ کے سوچنے کی چیز ہے' سوچئے بار بار سوچئے؟

گفتار و کردار

مولانا نور عالم خلیل امینی

بعض مرتبہ آدمی دور یا نزدیک سے سننے والوں کو اپنی گفتگو سے متاثر تو کر دیتا ہے' لیکن اپنی تحریر و تصنیف سے متاثر نہیں کر پاتا' کیونکہ وہ اول الذکر میں تو ممتاز ہوتا ہے لیکن موخر الذکر میں ممتاز نہیں ہوتا' جب کہ کبھی اس کا الٹا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی تحریر و تصنیف سے لوگوں کو خیرہ کر دیتا ہے' لیکن حسن گفتار سے کسی کے لئے باعث کشش نہیں ہوتا' کیونکہ حسن گفتار کے عناصر سے تہی مایہ ہوتا ہے اور کبھی دونوں فنون میں طاق ہوتا ہے اور کبھی دونوں میں صفر ہوتا ہے۔

بولنے والے کی شخصیت سامنے نہ ہو یا لکھنے والے سے ملاقات نہ ہوئی ہو اور سننے اور پڑھنے والے نے صرف نویسندہ اور گفتگو کنندہ کی تحریر اور تقریر کو غائبانہ پڑھا اور سنا ہو' دونوں میں سے کسی کی ذات کا اس کو کوئی تجربہ نہ ہوا ہو اور متعارفین وغیر متعارفین کے ساتھ اس نے مقرر اور محرر کے برتاؤ کو آزمایا نہ ہو' تو تقریر کی سحر خیزی اور تحریر کی جادو انگیزی اور ان دونوں کی پختگی اور شستگی اور فصاحت و بلاغت' سلاست' شائستگی' الفاظ کی خوشنمائی' معنی کی گہرائی' تعبیر کی لذت اور موضوع کی ندرت و افادیت' اس کو مقرر اور محرر کا گرویدہ بنا دیتی ہے۔

کسی مقرر کی تقریر اور محرر کی تحریر کو دور سے سن کر یا پڑھ کر ایک سامع اور قاری' تحریر و تقریر کی خوبصورتی کی روشنی میں اپنے خانہ خیال میں مقرر اور اہل قلم کی شاندار اور جاذب نظر تصویر بنا لیتا ہے' جو اس شاندار تاثرات کی حامل ہوتی ہے جو سامع اور قاری کے ذہن میں تقریر کی زیبائی اور تحریر کی رعنائی نے مقرر کے حسین خیالات اور محرر کی غیر معمولی طرز نگارش کی وجہ سے پیدا کیا ہوتا ہے' پھر زندگی کے طویل سفر میں کوئی نہ کوئی ایسی تقریب پیدا ہو جاتی ہے' جس میں سامع اور قاری کو مقرر یا تحریر نگار سے ملاقات کا موقع ہاتھ آ جاتا ہے' اب وہ مقرر اور محرر کی اصل ذات کا مقابلہ اس شاندار اور پرکیف تصویر سے کرتا ہے جو اس کی قوت متخیلہ نے بنائی ہوتی ہے۔ اس تصویر کے خط و خال اس غیر معمولی تاثرات نے بنائے ہوتے ہیں جو سامع اور قاری کی مقرر اور محرر کے ساتھ غیر معمولی' بے ساختہ اور مخلصانہ محبت کا فیضان ہوتے ہیں۔ بہر صورت ذہن میں تراشی ہوئی تصویر ایک مجاز' افسانہ اور تخیل کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتی۔ اب مقرر اور قلم کار کی اصل شخصیت اپنی خوبیوں اور خرابیوں بھری حرکات و سکنات کے ساتھ سامع اور قاری کے سامنے ہوتی ہے۔

تصویر اور حقیقی شخصیت کے درمیان یہ موازنہ اکثر اوقات سامع اور قاری کے لئے مایوسی اور افسوس پر منتج ہوتا ہے کیونکہ عموماً متخیلہ تصویر حقیقت سے یکسر مختلف ہوتی ہے' اس لئے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مقرر یا تحریر نگار اپنی تقریروں اور تحریروں میں' اپنی واقعی زندگی کے برعکس نظر آتا ہے۔ آپ ایک مقرر کو سن کر اور ایک تحریر نگار کو پڑھ کر' اس کی جادو بیانی و سحر نگاری' اس کی خوشگفتاری اور تحریر کی ظاہری و معنوی چاشنی کی وجہ سے اس کی خوبی اور کمال کے گرویدہ ہو جاتے ہیں' آپ دل سے اس کا کلمہ پڑھنے لگتے ہیں' زبان سے اس کی ثنا خوانی کا حق ادا نہ کرنے کے احساس سے دبے جاتے ہیں' خلوت و جلوت میں اس پر رشک کرتے ہیں اور خدا کی صنعت گری پر دوبارہ ایمان لے آتے ہیں اور ہر مجلس میں اس کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہتے' جیسے آپ کا یہی ایک وظیفہ ہو اور صرف اسی ذمہ داری کی ادائیگی آپ کے سپرد ہو۔ آپ یہ سب کچھ اس لئے کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اس کی تقریروں اور تحریروں نے آپ کو یہ یقین دلا دیا ہے کہ یہ مقرر اور محرر حسن کلام اور حسن سیرت دونوں کا جامع ہے' کیونکہ آپ کے گمان کے مطابق اس کی تقریر و تحریر کی تاثیر انگیزی محض ظاہر کے جمال کا نتیجہ نہیں ہو سکتی' بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ باطن کے کمال کا کرشمہ ہے۔ آپ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ سیرت و کردار کی پختگی اور حسن عمل کی جادوگری کے بغیر اتنی موثر تقریر نہیں کی جا سکتی اور نہ ایسی طاقتور تحریر لکھی جا سکتی ہے۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ حسن عمل و پاکیزہ سیرت کے بغیر انسان کی گفتگو اس تاثیر اور اس کی تحریر اس اعجاز کی حامل نہیں ہو سکتی' جس کی فلاں مقرر اور قلم کار کی تقریر اور تحریر حامل

نظر آتی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں اور صحیح سمجھتے ہیں کہ اندر کی طاقت اور باطن کی پاکیزگی کے بغیر کسی انسان کی تقریر وتحریر سے کسی غلطی کی تصحیح' کسی کجی کا ازالہ' کسی صورتحال کی تبدیلی اور وقت کے کسی دھارے کو موڑنے کا کام انجام پذیر نہیں ہوسکتا۔

لیکن جب آپ اس مقرر اور محرر کو آزماتے ہیں اور کچھ وقتوں کے لئے سہی اس کے ساتھ رہتے ہیں' تو آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ظاہر وباطن میں بڑا فرق ہوتا ہے اور یہ کہ زبان اور قلم سے بہت سی مرتبہ ایسی بات کہی اور لکھی جاسکتی ہے' جو زبان اور قلم والے کے دل سے نکلی نہیں ہوتی' بلکہ عقل وخیال اور فکر ونظر کا نتیجہ ہوتی ہے' یعنی زبان اور قلم ہمیشہ دل کے ترجمان اور باطن کی خوبی کے عکاس نہیں ہوتے' جس سے یہ بات یقینی ہوجاتی ہے کہ محض حسن گفتار اور حسن نگارش سے کسی متکلم اور محرر کے عمل وکردار کی خوبی یا خرابی کا فیصلہ کرنا انصاف کی بات نہ ہوگی' کیونکہ قول اکثر مرتبہ فعل کے موافق نہیں ہوتا اور باطن عموماً ظاہر سے مختلف ہوتا ہے۔

شیریں کلامی اور شیریں نگاری' جہاں کسی نیک جذبے اور پاکیزہ داخلی محرکات کا نتیجہ ہوتی ہے' وہیں یہ ایک طرح کا فن اور آرٹ بھی ہوتی ہے' یہ سخن سازی اور گفتگو کاری پر عبور کی دین بھی ہوتی ہے۔ اچھی بات کرنی اور لکھنی اس آدمی کے لئے انتہائی آسان ہے' جس نے بات کی' تقریری یا تحریری طور پر' زیبائی کا فن سیکھا ہو' اس فن کو سیکھنے کے لئے صرف ذرا سی لگن' تھوڑی سی محنت' کچھ وقت کے لئے ہمہ تن مصروف رہ کر مشق سخن کی ضرورت ہوتی ہے' اپنی ذات کے حوالے سے ذمہ داری کا احساس اور پابندی کے ساتھ فکر ونظر کی صلاحیت کے استعمال سے آدمی جلد اس فن میں اپنے بال و پر نکال لیتا ہے۔ الغرض مشق وتمرین سے تحریر وتقریر کی خوبی حاصل کر کے ان دونوں میدانوں میں انسان اپنی انفرادیت اور یکتائی کا جادو جگا سکتا ہے اور قاری اور سامع کو مسحور کر کے اپنا گرویدہ اور اپنی ہنرمندی کا اسیر بے دام بنا سکتا ہے۔

انسان کے لئے تقریر وتحریر کے غیر معمولی کمال کا حصول کچھ زیادہ مشکل نہیں' ہاں اس کیلئے جو چیز بہت مشکل ہے' وہ سیرت وکردار کی درستگی اور اخلاق و اعمال کی تصحیح کا کام ہے۔ یہ کام اتنا پیچیدہ ہے کہ نہ صرف بڑے بڑے علماء اور مصلحین ومجددین بہت سے لوگوں کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے مطلوبہ پیمانے پر اتارنے سے عاجز رہ جاتے ہیں بلکہ انسانی برادری کی بہت بڑی تعداد انبیاء ورسل کی بعثت کے وقت موجود رہنے' ان کی نبوی سرگرمی اور منصب نبوت کی ذمہ داری کی بھرپور ادائیگی کے سعادت مندانہ دورانیے کو دیکھنے اور برتنے کے باوجود سیرت وکردار کی پاکیزگی کے کسی شائبہ کے حصول سے یکسر محروم رہ جاتی ہے۔

سیرت وکردار کی خوبی اور خرابی ہی عالم وجاہل کے مابین اصل خط فاصل ہے' سیرت واخلاق کی خوبی ہی یہ بتاتی ہے کہ علم وآگہی سے انسان نے کیا فائدہ اٹھایا ہے' اخلاق وکردار کی خرابی کا صرف ایک ہی مطلب ہے کہ انسان نے انسان بننے کی کوشش نہیں کی' اگر وہ تعلیم یافتہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ علم وہنر بھی انسان کو انسان بننے کی سعادت کے حصول کی منزل تک پہنچنے کی راہ ہموار نہیں کرسکا' گویا یہ انسان اپنی جاہلانہ ذہنیت یا نہ فطرت میں بہت پختہ اور اپنی کج روی اور عدم سلامت روی کے حوالے سے بہت ذی مرتبہ ثابت ہوا ہے اور ہوتا رہتا ہے' صرف علم وہنر کی بے پناہی سے انسان بڑا نہیں ہوتا' اس کی بڑائی کا سرچشمہ دراصل اس کے کردار کی پاکیزگی ہے۔ اس کے بغیر بہت سارے علم کے باوجود جاہل' انتہائی بلندی کے باوجود انتہائی پست اور انتہائی گراں مایہ ہونے کے باوصف انتہائی ارزاں اور کم قیمت ہوتا ہے' لہٰذا سیرت کی پاکیزہ کاری بہت مشکل ہے' اسی لئے انسان عموماً گفتار کا تو غازی ہوتا ہے لیکن کردار کا غازی نہیں ہوتا' سیرت وکردار کی اصلاح کے موضوع پر لکھی گئی متعدد جلدوں والی بھاری بھرکم کتاب کا مطالعہ ہی نہیں' بلکہ سیرت وکردار کے حامل بھاری بھرکم مصلحین ومربین کے پاس عرصے تک رہنے کے باوجود' بعض مرتبہ آدمی اخلاق کے کسی ذرے کا حامل نہیں بن پاتا' دجلہ وفرات کے کنارے سے پیاسا لوٹ آنے والا بھی تو انسان ہی ہوتا ہے اور مکہ اور مدینہ سے ہدایت سے تہی دامن واپس آجانے والے بھی انسانی برادری ہی کے بہت سے افراد ہوتے ہیں۔

بہرصورت اچھی سیرت اور ٹھوس اخلاق والے انسانوں کے پاس عرصے تک وقت گزارا جائے' ان کے شب وروز سے فائدہ اٹھایا جائے اور اخلاقی بیماریوں اور سیرت وکردار کی خرابیوں کے ازالے کی نیت سے سچے جذبے' لگن اور اپنے آپ کو مٹا دینے کے ارادے کے ساتھ' ان کے در پر پڑے رہا جائے اور اپنے آپ کو مکمل طور پر ان کے سپرد کردیا جائے تو امید کی جاسکتی ہے کہ انسان اپنے اخلاقی امراض سے کسی نہ کسی درجے میں شفا حاصل کرلے گا' کیونکہ علمائے امت اور داعیان دین کے تجربات کا مطالعہ بتاتا ہے کہ انسانی معائب' خاصان خدا سے بھی بہت بعد میں زائل ہوتے ہیں' وہ بھی تب جب صلحاء واولیاء کی صحبت میں مذکورہ شرائط کے ساتھ وقت گزارا جائے' ورنہ جذبہ صادق' قلبی تڑپ اور اندرونی بیتابی کے بغیر یہ صحبت بھی کیمیا اثر ثابت نہیں ہوتی۔

اسی لئے بعض لوگ اخلاق وانسانیت کے موضوع پر بڑی بڑی کتابیں اور عمدہ عمدہ تحقیقات تو رقم

کر لیتے ہیں' ان میں وہ اس موضوع سے متعلق ہر قسم کی چھوٹی بڑی باتوں کا اس طرح احاطہ کرتے ہیں کہ قاری محوِ حیرت رہ جاتا ہے' لیکن یہ حضرات اپنی عملی زندگی میں اخلاق و انسانیت نام کی کسی چیز سے آشنا نہیں ہوتے' کیونکہ اخلاق کو بحیثیت علم و فن کے جاننا' اس سے متعلق کلیات و جزئیات کی تحقیق و جستجو اور اس کے مصادر و مراجع سے بخوبی واقفیت کے حصول کی بھی تڑپ رکھنا' انسان کو اخلاق کے زیور سے آراستہ اور انسانیت کی خوبیوں سے مزین نہیں کر سکتا' محض علم اخلاق میں گیرائی و گہرائی' شرافت و مروت' کشادہ قلبی و سیر چشمی' حلم و کرم اور عفو و درگزر کے اوصاف سے بہرہ ور نہیں کر سکتی اور نہ محض اس علم سے انسان ان کریمانہ صفات اور اعلیٰ خوبیوں کا حامل ہو سکتا ہے جو امارت ارض کے لئے خدا کے نزدیک مطلوب ہیں۔

اسی طرح بے شمار ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو فن خطابت میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں' فصاحت و بلاغت کا دریا بہاتے ہیں' وہ جب بولتے ہیں تو موتی رولتے ہیں' کسی موضوع پر بول اٹھیں سامعین عش عش کرنے لگتے ہیں اور لوگ عقیدت و محبت کی وجہ سے ان پر نچھاور ہونے لگتے ہیں اور ان کی ثنا خوانی میں اس طرح لگے رہتے ہیں' جیسے یہی ان کا مخصوص فریضہ ہو بلکہ اسی کے لئے پیدا ہوئے ہوں۔ ان خطیبوں کی گل افشانی گفتار کی جب کمان چڑھتی ہے تو بلا شبہ نہ صرف انسان اور جاندار بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ در و دیوار داد دے رہے ہوں' آسمان و زمین بچھے جا رہے ہوں اور وہ اسٹیج فرش راہ ہو رہا ہو' جس پر وہ محو تکلم ہوتے ہیں' اگر اسلام کے موضوع پر گفتگو کریں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شرح اسلام کا فن صرف انہی پر ختم ہے' اگر اخلاق کو چھیڑیں تو حاضرین اس طرح گوش بر آواز ہوتے ہیں کہ جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں' اگر انسانی اوصاف کو موضوع بنائیں تو ایسے اچھوتے خیالات اور نت نئے مضامین ان کی زبان سے ابلتے ہیں کہ جیسے سلف کو ان کی ہوا بھی نہ لگی ہوگی۔ نتیجتاً سامعین یہ یقین کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں کہ یقیناً یہ مقررین انتہائی نیک سیرت اور پاکیزہ کردار کے حامل انسان ہیں' ورنہ ایسی بلا کی تقریر نہیں کر سکتے تھے' یقیناً انہیں حق ہے کہ یہ تبلیغ و دعوت اور اس انسانی معاشرے کی اصلاح کا فریضہ انجام دیں جو ازاول تا آخر بگاڑ سے عبارت ہو گیا ہے۔

لیکن ایسے لوگوں کا تجربہ کیا جائے تو بالعموم یہ اسلام اور اس کی تعلیمات سے انتہائی نا آشنا ثابت ہوتے ہیں' ان کی زندگی اسلامی اخلاق و عادات سے بالکلیہ بے بہرہ ہوتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام کی الف' ب سے بھی واقف نہیں' بلکہ شاید انہوں نے اسلام کے نام کی کوئی چیز کبھی دیکھی نہ سنی اور نہ انہیں کبھی اس کا سابقہ ہوا' سچ ہے کہ محض باتیں بنانی' خواہ تقریری ہو یا تحریری' انتہائی آسان ہے' اس میں انسان کو سوائے زبان و قلم کو حرکت دینے کے کچھ بھی کرنا نہیں پڑتا' لیکن عمل بہت مشکل شے ہے' بہت ہی مرتبہ بہت اچھے بات کرنے اور لکھنے والے ذرہ برابر بھی اچھے عمل کی تاب نہیں رکھتے' کیونکہ عمل کی تحسین و زیبائی کے لئے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ انسان نے اپنی روز مرہ کی زندگی میں اس کو بار بار اور مسلسل کیا ہو' اجتماعی اور انفرادی سطح پر اس کو آزمایا ہو' اپنی ساری حرکات و سکنات میں اس کو برتا ہو اور اپنی ساری ترجیحات میں اس نے اس کو انجام دیا ہو اور شب و روز کے کسی لمحے میں اس نے اس سے صرف نظر نہ کیا ہو' یہی نہیں بلکہ اس عمل کے حوالے سے مسلسل اپنی غلطیوں کی تصحیح اور درستگیوں کی تاکید کرتا رہا ہو' اس طرح یہ انسان' انسانی اخلاق اور اسلامی تعلیمات کے زیور سے آراستہ ایک ایسا کامل اور محبوب انسان بن کر نکلتا ہے' جس کو دیکھ کر بے ساختہ لوگ یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ انسانیت کا کوئی خام مال نہیں' بلکہ انسانی سانچے میں صحیح طور پر اور مکمل کاریگری اور فنکاری کے ذریعے ڈھلا ہوا انسان ہے' جس سے خدا اور بندگان خدا دونوں محبت کرتے ہیں' کیونکہ اس کا عمل اور کردار خدا کے نزدیک پسندیدہ' خلق خدا کے لئے نفع مند اور ساری دنیا کے لئے کارآمد ہوتا ہے اور اس طرح کے عمل والا انسان زندہ و پائندہ ہوتا ہے اور اس کا عمل ناقابل فراموش ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مقرر کی تقریر اور محرر کی تحریر اگر حسن لفظ و معنی کی حامل ہو تو اس سے دور بیٹھے ہوئے یا غائب از نظر سامع اور قاری کے خانہ خیال میں مقرر اور محرر کی ایک پر کشش اور دلربا تصویر بن جاتی ہے' اب اگر سامع اور قاری کی اتفاق سے مقرر اور محرر سے ملاقات ہو جائے تو وہ ذہن میں بنی ہوئی تصویر سے اس کی واقعی اور خارجی شخصیت کا موازنہ کرتا ہے' اگر تصویر اور حقیقی شخصیت میں مطابقت نکل آئے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی لیکن اگر دونوں میں مخالفت ثابت ہو جائے تو اس کو بڑی مایوسی اور ذہنی الجھن ہوتی ہے' مثلاً تصویر تو بڑی جاذب نظر اور شاندار تھی' لیکن شخصیت بدشکل اور بھدی نظر آئی کہ حرکات و سکنات کی کوئی کل صحیح نہیں' یا تصویر تو سنجیدہ اور باوقار تھی لیکن شخصیت بے وقار اور مسخرہ دکھائی دے رہی ہے' یا تصویر قیمتی اور گرانقدر تھی لیکن شخصیت بہت معمولی اور ارزاں ثابت ہوئی' یا تصویر بہادرانہ' دلیرانہ اور سخاوت پیشہ شخصیت کی عکاس تھی' جب کہ خود شخصیت فی الواقع بزدل اور بخیل ثابت ہوئی یا تصویر عظمت و بڑائی' حوصلہ مندی اور عزیمت کی غماز تھی' لیکن شخصیت میں ایسا کچھ بھی دیکھنے کو نہیں ملا۔ ظاہر ہے کہ عموماً تقریر کو

باقی صفحہ 13 پر

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

ایک ہمہ جہت شخصیت

عمر فاروق کشمیری

اسال ملک کی قد آور دینی و مذہبی شخصیات ہم سے جدا ہو گئیں' اس سال کو اگر دینی طبقوں' علماء کے حلقوں اور درد دل رکھنے والے مسلمانوں کے لئے ''عام الحزن'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جدائیوں کی یہ طوفانی لہر کچھ اس طرح سے چلی ہے کہ قلم ایک شخصیت کے کارنامے اور یادیں لکھنے سے نہیں رکتا کہ دوسرا اندوہ ناک واقعہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے' دل ایک رہنما کی جدائی کے غم سے سکون نہیں پاتا کہ قاتل پھر ہمارے دلوں کو تڑپا دیتا ہے' ذہن ابھی ایک شخصیت کی یادوں اور باتوں سے نہیں نکلتا کہ دوسری قد آور شخصیت اس دنیا کو خیر باد کہہ دیتی ہے' جدائیوں کی اس لہر نے ملک کے عوام کو عموماً اور دینی طبقے کو خصوصاً پریشان کر دیا ہے' وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ آخر امت کے محافظ ہی غیر محفوظ کیوں ہو گئے ہیں؟

کب تک رہے گی کتاب سادہ کبھی تو آغاز باب ہوگا
اجاڑ ڈالی جنہوں نے بستیاں کبھی تو ان کا حساب ہوگا

تاریخ کا ایک اور عظیم باب بند ہو گیا' ایک تاریخ بنانے والا کردار منظر سے ہٹ گیا' ایک باغ و بہار شخصیت آنکھوں سے اوجھل ہو گئی' ایک منظم رہنما' مخلص پیشوا' پیکر استقامت مقتدا سر عام قتل کر دیا گیا۔ امت مسلمہ کے لئے درد دل اور کچھ کرنے کا جذبہ رکھنے والی شخصیت کو خاک و خون میں تڑپا دیا گیا' جمیل حیات گزار کر مفتی جمیل' جمیل موت پا گیا' قاتل کے کامیابی کے دعوے کے باوجود مقتول کامیاب ہو گیا' کیونکہ یہ تاریخ ایمان و یقین کا بار بار کا مشاہدہ و تجربہ ہے کہ جس کا دل خوف خدا سے آشنا ہو وہ ہر طرح کے خوف وحزن سے آزاد ہوتا ہے۔ جس نے اپنا سر نیاز خدا کے حضور جھکا دیا وہ ہر ترغیب و ترہیب سے بے نیاز ہو جاتا ہے' جس نے اپنا دست سوال اللہ کے حضور دراز کر دیا وہ در در کی ذلت سوال سے بچ جاتا ہے' کسی سے خوف وہ کھاتے ہیں جو خشیت الہی کے ذائقہ سے محروم ہوں' نا آشنا ہوں تو پھر وہ عوام کے لئے سیکورٹی رسک بن جاتے ہیں' محافظوں کے جتھوں میں بھی خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں' جبکہ مفتی محمد جمیل خانؒ نے تو حکومت کی طرف سے فراہم کردہ انسان کے نہیں ''قانون کے محافظوں'' کو اس دن چھٹی دے دی تھی' دریوزہ گر وہ ہوتے ہیں جو دعائے نیم شبی اور آہ سحر سے آگاہ نہ ہوں۔ مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے مدمقابل ستیزہ گاہ جہاں میں ہر بار نئے سے نئے حریف پنجہ فگن اترے مگر مفتی شہیدؒ کے ایمان و یقین کو اپنے شیشے میں نہ اتار سکے' جنگ کش اپنے حربے اور پینترے بدلتے رہے مگر وہ ایک ہی عقیدے اور دین پر قائم رہا' ارباب جبر کا گروہ غم و غصے میں پہلو بدلتا رہا لیکن اصحاب صبر کے کاروان کا یہ فرد ایک خاص سکون و طمانیت سے سرشار رہا اور اسی طمانیت و سرشاری کے ساتھ اس دنیا کو خیر باد کہہ کر اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور اپنے رفیق حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کے پہلو میں جا سویا:

گھٹائیں ابر رحمت کی تیری تربت پہ چھا جائیں
فرشتے اور حوریں آ کے تجھ پر پھول برسائیں

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے' ان کا تعلق جہاد' سیاست' صحافت' مدارس اور مختلف تحریکات سے بیک وقت ایک جیسا تھا' وہ ان تمام شعبوں کو ساتھ لے کر چلتے تھے' ہر ایک رہنما و شخصیت سے ہر وقت رابطے میں رہتے تھے' دینی حلقوں میں جو مشکل درپیش آتی اس کے حل ہونے کی کوئی سبیل نہ نکلتی تو علماء کی نظریں اس وقت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی طرف اٹھتیں اور یہ واقعہ ہے کہ مفتی شہیدؒ نے ہر مشکل کا حل بڑے احسن طریقے سے نکالا۔

اسال ایک' دو' تین مئی کو باغ' آزاد کشمیر میں آل جموں و کشمیر جمعیت علمائے اسلام نے خدمات علمائے دیوبند کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا تو کانفرنس کے منتظمین کی ایک بڑی خواہش یہ

تھی کہ اس عظیم الشان کانفرنس میں دیوبند کے اکابر کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ اس سلسلے میں منتظمین نے چاہا کہ استاذ العلماء، زبدۃ العلماء اور اکابرین کی آخری نشانی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی شرکت ضرور ہو، لیکن حضرت کی پیرانہ سالی اور علالت کی وجہ سے کسی کو ہمت نہیں ہورہی تھی کہ کس طرح اپنے مدعا کو نہ صرف حضرت کے سامنے پیش کیا جائے بلکہ ان کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ اس موقع پر بھی حسب معمول مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ نے یہ بیڑا اٹھایا اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کو لے کر باغ کانفرنس میں پہنچے جس سے منتظمین کانفرنس کی خوشی دیدنی تھی، یہ اکابر کے مفتی شہیدؒ پر اس بھرپور اعتماد و خلوص کا ایک نمونہ تھا جو ساری زندگی مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے ساتھ رہا۔

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی زندگی کا ایک اور پہلو ان کی متحرک شخصیت تھی، وہ جمود اور ایک جگہ بیٹھنے کے بالکل قائل نہ تھے، بلکہ ہر وقت تازہ دم، تازہ سوچ کے ساتھ حرکت میں رہتے، مختلف ممالک کے دورے کئے، اس کے علاوہ کشمیر سمیت شمالی علاقہ جات کے پہاڑوں اور کوئٹہ تک ملک کے کونے کونے میں گئے اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ بھی حق پرست علماء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حقیقی زندگی پاگئے۔ ہر شہید کی طرح مفتی جمیل شہیدؒ کی یاد میں بھی چند مضامین لکھے جائیں گے، ان کی خدمات کے اعتراف میں سیمینار منعقد کئے جائیں گے، ان کے مضامین کو یکجا کرکے کتابی شکل دے دی جائے گی اور اخبارات میں چند تند و تیز بیانات دے کر پھر مسلسل خاموشی ہوجائے گی۔ کاش کہ ہمارے دینی رہنما حکمرانوں کی طرف دیکھنے کے بجائے خود اپنی حفاظت کا انتظام کرسکیں، علماء اگر مدارس کا انتظام، سیاسی و مذہبی جماعتوں کی قیادت کار اور مختلف امور احسن طریقے سے انجام دے سکتے ہیں بلکہ دے رہے ہیں تو علم کے ان بطل ہائے جلیل کی حفاظت کا انتظام کیوں نہیں کرسکتے؟ روشنی کے ان چراغوں کو بجھنے سے کیوں نہیں بچاتے؟ دینی قیادت کو اس نقطے پر ضرور سوچنا چاہئے:

کبھی وہ چنار جو پوچھے کہ شہر کیسا ہے
بجھے بجھے ہوئے لگتے ہیں بام و در کہنا
ہمارے بعد عزیزو ہمارا افسانہ
کبھی جو یاد آئے تو مختصر کہنا

☆☆..........☆☆

بقیہ صبر کی حقیقت

کا حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کرچکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں، اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔" (العنکبوت:۳،۲)

اس طرح یہ واضح کردیا گیا کہ مصائب آلام کے ہجوم میں اضطراب کے بجائے صبر و تحمل اختیار کرنا ضروری ہے اور یہ یقین کرنا بھی لازمی ہے کہ دنیوی و اخروی کامیابیوں کا وعدہ الٰہی محض زبانی دعوائے ایمان کرنے والوں کے حق میں پورا نہ ہوگا، ان کامیابیوں کے حصول کے لئے امتحان شرط ہے۔ اللہ کے لئے مشقتیں برداشت کرنی پڑیں گی، جان و مال کا زیاں برداشت کرنا پڑے گا، ہر محبوب چیز کو رضائے الٰہی پر قربان کرنا پڑے گا، خوف و طمع، ترغیب و تحریص ہر طرح سے آزمایا جائے گا اور اس میں کھرا اترنا ہوگا اور یہ حقیقت ذہن نشین رکھنی ہوگی:

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

یہ حقیقت اہل ایمان کے دلوں میں قرآن کے ذریعہ ہر اس موقع پر جاگزیں کی گئی ہے، جہاں مصائب اور اذیتوں کے ہجوم میں ان پر گھبراہٹ اور پریشانی کا عالم طاری ہوا ہے، عہد مدنی میں ہجرت کے بعد معاشی مشکلات، یہود و منافقین کی ریشہ دوانیوں اور بیرونی خطرات سے اہل ایمان پر طاری ہونے والی مضطربانہ کیفیت کو دیکھ کر یہ فرمایا گیا:

"کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ (محض ایمان کا زبانی دعویٰ کرکے) تم جنت میں داخل ہوجاؤ گے؟ حالانکہ ابھی تو تمہیں آزمائشیں پیش ہی نہیں آئی ہیں، جو تم سے پہلے لوگوں کو پیش آچکی ہیں، ہر طرح کی سختیاں اور مصیبتیں انہیں پیش آئیں، یہاں تک کہ اللہ کا رسول اور اہل ایمان پکار اٹھے: اے نصرت الٰہی! تیرا وقت کب آئے گا؟ (تب اچانک پردہ غیب چاک ہوا اور خدا کی نصرت یہ کہتی ہوئی نمودار ہوگئی) ہاں گھبراؤ نہیں! خدا کی نصرت تم سے دور نہیں ہے۔"

(البقرہ:۲۱۴)

واضح کردیا گیا ہے کہ جنت ایک بہت ہی بیش قیمت دولت ہے، اور اسے حاصل کرنے کے لئے سابقہ ادوار میں اہل ایمان مصائب پر صبر اور قربانی کی قیمت ادا کرچکے ہیں اور ہر دور میں اہل ایمان کو یہ قیمت چکانی ہوگی۔

☆☆......☆☆

بے حیائی کا سیلاب

مولانا یحییٰ نعمانی

ہم لوگ جس زمانے میں جی رہے ہیں یہ اپنی بے حیائی اور اخلاق باختگی کے اعتبار سے منفرد دور ہے۔ انسانی معاشروں میں پہلے بھی بے حیائی کا مرض پایا جاتا تھا' مگر وہ رہتا ایک مرض اور برائی ہی تھا' بے حیا مرد و عورت فحش کاری میں ملوث ہوتے تھے' ان کی تعداد کبھی کبھی بڑھ بھی جاتی تھی مگر بے حیائی کبھی عزت و شہرت کا ذریعہ اور سماجی رتبہ پانے کا وسیلہ نہیں ہو سکتی تھی اور نہ کبھی اس کو مستقل تہذیب اور کلچر کا مقام دیا گیا تھا۔

صدقے جایئے رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم! پر آپؐ نے ایک عیسائی نومسلم بادشاہ سے فرمایا: بلاشبہ عیسائی گم کردہ راہ ہیں اور یہود خدا کی پھٹکار اور غضب کے شکار۔ انہیں عیسائیوں اور یہودیوں نے انسانیت کو ایسی گمراہیوں اور لعنتوں میں مبتلا کیا ہے کہ بے حیائی اور اخلاق باختگی ایک مستقل تہذیب و ثقافت بن چکی ہے بلکہ اس کے فاتحانہ اقبال کے سامنے انسانی تہذیبیں سرنگوں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں اس کی تصریح بھی فرمائی تھی کہ میری امت پر میرے بعد جو فتنے اور آزمائشیں آئیں گی' ان میں یہ جنسی بے راہ روی اور بے حیائی کا فتنہ سب سے خطرناک اور دین و ایمان کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا تھا: "ما ترکت بعدی فتنة هی اضر علی الرجال من النساء" (بخاری شریف) اب ہم آنحضرت کی پیشگوئی کی سچائی کا مشاہدہ کر رہے ہیں' اور نہ جانے زمانے نے اپنی زنبیل میں کیا کیا آئندہ کے لئے چھپا رکھا ہے؟

سوائے اہل اسلام کے دنیا میں کوئی گروہ اور کوئی جماعت اس بحران اور فساد کے دور میں اس بلاخیز سیلاب کے سامنے بند باندھنے یا کم از کم اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی فکر نہیں کر رہا۔ صرف اہل ایمان ہیں جن کو اللہ نے بصیرت دی ہے اور ہدایت بخشی ہے اور جو اس فتنہ کی دنیا میں تباہی اور آخرت میں اس کے ہولناک نتائج کو سمجھتے ہیں۔

مگر انسان کے لئے اس کے صنفی میلانات بڑی کمزوری ہیں جن کے جال میں شیطانوں کے لئے اس کو گرفتار کرنا بڑا آسان رہا ہے' مزید برآں اس وقت تو فحاشی اور اخلاق سوزی اور عریانیت و تبہ گری نے عالمگیر فیشن اور وقت کے سب سے رائج تہذیب و کلچر کا مقام پالیا ہے' جس کی تبلیغ و ترویج دنیا کا سب سے سرگرمی کے ساتھ ادا کیا جانے والا مشن بن چکا ہے' ترقی یافتہ ممالک کی تعلیم' ثقافت' کلچر' ذرائع ابلاغ' فن اور آرٹ کا مرکزی نقطہ یہی گندگی ہی تو ہے۔ اسکولوں میں اسی کا کلچر ہے' یونیورسٹیوں میں اسی کا چلن ہے' دانش گاہوں میں اسی کا فلسفہ پڑھایا جاتا ہے' ذرائع ابلاغ کا ہر منظر' اخبارات کا ہر صفحہ اپنے بین السطور میں اسی بھڑکیلے اور ہیجان انگیز مشن کا خادم ہے۔ خود غرض اور پیسہ کی پجاری کمپنیاں بھی اسی آگ سے اپنی تجارت گرم کرنے میں کیوں نہ ایک دوسرے پر سبقت لینے کی کوشش کرتیں؟

خود مسلم معاشروں میں بھی یہ سیلاب یا تو دیواروں کو توڑ کر گھروں میں داخل ہو چکا ہے' یا پھر دیواروں سے ٹکریں مار رہا ہے' اس صورتحال نے اہل ایمان کے لئے بھی اپنے اخلاقی اصولوں اور دینی احکام کی پابندی اور ان پر استقامت کو بڑا مشکل بنا دیا ہے' جب کوئی برائی بہت عام ہو جاتی ہے تو دلوں میں اس کی شناعت بھی کم ہو جاتی ہے' اس مسئلہ میں بھی یہی ہو رہا ہے' اس لئے بڑی ضرورت اس بات کی پیدا ہو گئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس سلسلے میں جو ہدایات دی ہیں' ان کی یاددہانی کی جائے اور اپنے طرز عمل کو اس کے معیار پر رکھا جائے۔

۱:...... اس سلسلے میں دین فطرت کی سب سے پہلی اور بنیادی تعلیم حیا ہے۔ انسان کی فطرت میں اللہ نے گندی برائیوں سے شرم اور ان سے دور رہنے کا ایک فطری جذبہ رکھا ہے' زمانہ اور احوال کے فاسد اثرات اس فطری حاسہ کو ختم کر رہے ہیں' اس کو جلا دیتے رہنے کی ضرورت

ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لکل دین خلق خلق الاسلام الحیاء.'' (موطا)

ہر دین کا کوئی خاص اخلاقی امتیاز ہوتا ہے' اسلام کا اصل امتیازی اخلاق حیا ہے۔

۲:...... اسی سلسلہ میں وہ احکام بھی آتے ہیں جو لباس کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں کو دیئے گئے ہیں۔ مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں اور رانوں کو ڈھک کر رکھیں اور عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ سوائے اپنے شوہر کے سب کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھ (پاؤں) کے علاوہ پورے جسم کو ڈھک کر رہیں۔ قریبی رشتہ داروں (محرم) کے سامنے چہرے اور ہاتھ پاؤں کو کھولا جاسکتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہر نسبتی تھیں' ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ جسم پر کچھ باریک کپڑے تھے' آپ نے نظر پھیرلی اور فرمایا: اسماء! عورت جب سن بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے لباس کا ایک اہم حکم اوڑھنی یعنی دوپٹہ بھی ہے۔ سورۂ نور میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں (اور سینوں) پر ڈالے رکھیں۔ عورتوں کی حیا دار اوڑھنی اور دوپٹہ اسلامی کلچر اور معاشرت کا لازمی حصہ ہے اور اس کا اس میں بنیادی مقام ہے' جس کی پابندی ضروری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لباس کے بارے میں سخت تاکید فرمائی ہے کہ وہ ہر طرح مکمل ساتر اور ہر قسم کے بھڑکیلے پن سے خالی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسی عورتیں ہوں گی جو کہنے کو تو کپڑے پہنیں گی مگر حقیقتاً (حیاء اور ستر کے نقطۂ نظر سے) وہ ننگی ہوں گی' مٹک مٹک کر چل کر لوگوں کے حیوانی جذبات کو بھڑکاتی ہوں گی' یہ جنت میں نہیں جاسکتیں' جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکتیں۔ (صحیح مسلم)

۳:...... عورتوں کا ہر بھڑکیلی بات سے پرہیز شریعت کا ایسا اہم مقصد ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تیز خوشبو تک سے بچنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر آواز والے زیور (گھنگھرو) پہنیں تو خیال رکھیں کہ مردوں کو آواز نہ جائے۔ اسی طرح اگرچہ نرم گفتگو اور میٹھی زبان بولنا اسلام میں ایک اہم اخلاقی نیکی ہے' لیکن اس کے باوجود عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نامحرم مردوں سے نرم گفتگو اور میٹھی زبان نہ بولی جائے۔

مرد عورتوں کا لباس نہ پہنیں اور عورتیں مردوں کا لباس نہ پہنیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے سے کپڑے پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں کے سے کپڑے پہنے۔ (سنن ابی داؤد)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مرد عورتوں کی سی ہیئت اور چال ڈھال اختیار کرے' اس پر لعنت ہو اور جو عورت مردوں کی سی ہیئت اور چال ڈھال اختیار کرے اس پر لعنت ہو۔ (بخاری شریف)

ہمیشہ سے مہذب انسانی معاشروں نے مرد وعورت کی معاشرت خصوصاً لباس کے لئے جدا جدا انداز طے کر رکھے تھے' سوائے جنگلی قبائل میں وحشیانہ زندگی گزارنے والوں کے ہر جگہ یہ اصول کارفرما تھا' یہ تو مغرب کی جدید جاہلیت ہے جس نے عورت بے چاری کو مردوں کے لباس دے دیئے اور پھر وہ بھی چھین لئے' بہرحال ہمیں تو اللہ اور اس کے رسول کی ہدایات اور احکام کی پابندی کرنی چاہئے۔

بے حیائی کا جو سیلاب آیا ہوا ہے' اس سے ہمارے اچھے اچھے دینی مزاج رکھنے والے گھروں میں نوجوان بچیوں کو جسم کی نمائش کا شوق فیشن کے نام پر لگ گیا ہے' بانہوں اور گریبانوں کی ناجائز نمائش کو تو بالکل ہی روا سمجھ لیا گیا ہے' حتیٰ کہ گھروں کے بڑے اور ذمہ دار تک ان چیزوں پر روک ٹوک نہیں کرتے' یہ دینی احکام ''حدود اللہ'' یعنی اللہ کے بیان کردہ اور لازم کئے ہوئے اصول ہیں' جن کے بارے میں ڈھیل برتنا سخت قابل مواخذہ گناہ ہے۔

۴:...... معاشرے میں عفت و پاکدامنی کے جوہر کی حفاظت کے لئے یہ بھی اصول طے کیا گیا کہ اجنبی مرد و عورت (یعنی جو ایک دوسرے کے لئے محرم نہیں ہیں) کبھی تنہائی میں یکجا نہ ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی حکم دیا کہ تم میں سے کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں نہ ملے' الا یہ کہ کوئی محرم ساتھ میں ہو۔ (صحیح بخاری)

۵:...... اور اس سلسلے کا ایک نہایت اہم حکم یہ دیا گیا کہ مرد اور عورتیں دونوں اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ سورۂ نور میں ارشاد ہوتا ہے:

''اے محمد! کہہ دو ایمان والوں سے کہ اپنی نگاہوں کو (غیر عورتوں کی دید سے) باز رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں' یہ ان کے لئے زیادہ پاک

رہنے کا طریقہ ہے' اللہ ان کے ہر عمل سے باخبر ہے' اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو (غیر مردوں کے دیکھنے سے) روکے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔" (سورۂ نور)

اس سلسلے میں مردوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تاکیدی احکامات دیئے ہیں اور راستوں اور دوسری جگہوں پر ان کو حکم دیا ہے کہ اللہ کا خوف ہے تو اپنی نگاہوں پر ایمان وتقویٰ کے پہرے بٹھلائے رکھیں' اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لیں' ساتھ ہی عورتوں کو بھی ہدایت دی گئی ہے کہ غیر مردوں کو بے ضرورت نہ دیکھا کریں۔

ہمارے اس زمانے میں تصویروں' ٹی وی اور فلموں نے اس فتنہ کی حشر سامانی بہت بڑھا دی ہے' ہر سڑک اور گلی میں' ہر ٹی وی' ہر اخبار' ہر پوسٹر اور بورڈ پر دلربا تصویروں اور فحش مناظر کی نمائش ہے' یہ سب شیطان کے تیر ہیں اور ان سے صرف تقویٰ واحتیاط کی ڈھال کے ذریعہ ہی بچا جاسکتا ہے۔

جن علماء اور اہل اللہ کی گناہوں کے اثرات ونتائج پر نظر ہے' وہ بدنگاہی کو ایمان ودین کے لئے بڑا خطرناک قرار دیتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے طاعت کا نور جاتا رہتا ہے اور دل پر اللہ سے دوری کی کیفیت چھا جاتی ہے' دل اللہ کی حفاظت اور نگہداشت سے محروم ہوجاتا ہے اور شیاطین کا اس پر تسلط آسان ہوجاتا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے لئے نیکی اور پاکیزگی کے کام مشکل اور گناہ آسان کردیئے جاتے ہیں اور اس کا برائی ہی کی طرف رجحان ومیلان ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

۲:...... اور اس سلسلے میں تفصیلی حکم پردہ کا دیا گیا ہے' جس کا حاصل یہ ہے کہ ایمان والی عورتیں بے ضرورت گھروں سے نہ نکلا کریں اور جب نکلیں تو ایسا ساتر لباس ہو جس سے جسم کا زیادہ سے زیادہ حصہ ڈھکا رہے' بس ضرورت ہی کے بقدر کھل سکے۔ قرآن وسنت نے اس کو ایمان اور شرافت وحیا کا تقاضہ بتلایا ہے۔

دین کے یہ احکام اسلامی معاشرت کے اہم اصول ہیں' دین کے دوسرے احکام کی طرح جس میں جتنا ایمان اور تقویٰ ہے وہ ان احکام کی اتنی ہی پابندی کرتا ہے' ان احکام پر عمل کرنا اور خاص طور پر ایسے زمانے میں جب کہ ان پر عمل مشکل ہورہا ہے' یقیناً اللہ کو راضی کرنے والا' ایمان کو بڑھانے والا اور موجب اجر وثواب ہے' ہر ایمان والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی ان احکام کی پابندی کرے اور اپنے گھر میں اور اپنے حلقہ اثر میں اس کی ترویج وبقا کی کوشش کرے۔

اس زمانے میں کفر کی داعی اعظم مغربی تہذیب کی طرف جھکاؤ کی پہلی علامت جو ایمان کی کمزوری کے شکار لوگوں پر ظاہر ہوتی ہے' وہ ان ہی اصولوں پر سمجھوتے اور مداہنت کی شکل میں ہوتی ہے' اس طرح ان احکام کی پابندی محض خدا اور رسول کی اطاعت نہیں ہے (اگرچہ یہی کچھ کم شرف وخوش بختی نہیں ہے کہ اللہ ورسول کے احکام کی بجاآوری ہوجائے) مگر ان احکام کی پابندی ایک طرح سے اسلام پر یقین واعتماد' دین پر استقامت اور کفر وملت کفر سے بغاوت وبے زاری کا اعلان بھی ہے اور یہ چیز اللہ کو بے انتہا محبوب اور اس کی نظر میں بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔

☆☆............☆☆

بقیہ گفتار وکردار

سننے اور تحریر کو پڑھنے والے کو ہستی کے اس فریب کا اندازہ نہیں ہوتا' اس لئے حقیقت اور مجاز کے اس بہت بڑے فرق کو محسوس کرکے اس کو ذہنی صدمہ ہوتا ہے اور وہ زبان حال سے گویا جگر مرادآبادی کا یہ شعر بار بار دہراتا ہے:

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا' تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرور عشق نہیں' چہرے پہ یقین کا نور نہیں

ہاں یہ واقعہ ہے کہ بہت سے خطباء ومولفین اپنی تقریروں اور تحریروں میں تو شیر دل' نیک خو' پاکیزہ نفس' سخاوت پیشہ' شریف النفس' صاحب مروت اور عالی حوصلہ نظر آتے ہیں' لیکن اپنی حقیقی زندگی میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوتے' لہٰذا ان کے سامع اور قاری عجیب سی ذہنی پریشانی اور قلبی تکلیف سے دوچار ہوتے ہیں۔

لہٰذا ایسے خطباء ومولفین اور واعظین واہل قلم واقعی بڑے سعادت مند ہیں' جو اپنی حقیقی زندگی میں اپنی تقریروں اور تحریروں کا سچ مچ نمونہ ہوتے ہیں' اپنی تقریروں اور تحریروں میں وہی کچھ کہتے ہیں' جس پر وہ حرف بحرف اپنی زندگی میں عمل کرتے رہتے ہیں' یعنی عمل پہلے کرتے ہیں پھر اس کو زبانی یا تحریری قول کی شکل دیتے ہیں۔ اس طرح یہ حضرات اپنے خدا کی بھرپور جزا اور اس کے بندوں کی بے انتہا ثنا کے مستحق ہوتے ہیں۔

اے رب کریم! ہمیں حسن عمل کی توفیق دے' پھر حسن قول پر آمادہ کر' ہمیں گفتار سے پہلے کردار کا غازی بنا۔ اے اللہ! ہمیں توفیق دے کہ ہمارے قول وعمل میں کسی طرح خلیج نہ ہو کہ اس خلیج کے حامل لوگ نہ تو تیرے نزدیک محبوب ہوتے ہیں اور نہ تیرے بندوں کے نزدیک مرغوب۔ ☆☆

صبر کی حقیقت

مولانا محمد اسجد قاسمی

لغت میں صبر کے معنی روکنے اور باز رکھنے کے ہیں' اصطلاح شرع میں اس کی حقیقت ہے: "اللہ کی رضا جوئی کے لئے کسی کام کے کرنے یا کسی کام سے رکنے پر نفس کو آمادہ کرنا" یہ تعریف بھی کی جاتی ہے کہ "طلب رضائے الٰہی کے لئے خلاف طبع امور پر نفس کو آمادہ کرنا صبر ہے" ارادے کی مضبوطی' عزم کی پختگی' خواہش نفس کا انضباط جس سے انسان نفسانی ترغیبات اور بیرونی مشکلات کے بالمقابل اپنے قلب وضمیر کے پسند کردہ راستے پر مسلسل بڑھتا جائے' یہی صبر مطلوب ہے۔

حضرت جنید بغدادی کے بقول: "پیشانی پر شکن لائے بغیر تلخیوں اور مشکلات کو گوارا کر لینا صبر ہے۔"

حضرت ذوالنون مصریؒ کے بقول: "صبر نام ہے مخالفت شرع سے بچنے' جام تلخ پی کر بھی پرسکون رہنے اور حالت فقر میں بھی کمال بے نیازی کے اظہار کا۔"

بعض علماء کا کہنا ہے کہ صبر مصائب کے باوجود حسن ادب کی روش پر قائم رہنے اور شکوہ وشکایت سے زبان کو بچانے کا نام ہے۔ ابوعثمانؒ کا قول ہے کہ صابر وہ ہے جو ناگوار اور خلاف امور کا اپنے نفس کو عادی بنالے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ صبر اللہ سے مدد طلبی ہے۔ ابو محمد الجریریؒ کے بقول صبر یہ ہے کہ نعمت اور مصیبت میں فرق نہ کرے' بہرحال سکون قلب باقی رکھے' یعنی حالت نعمت میں شکر ادا کرے اور حالت مصیبت میں پرسکون رہے۔ جزع فزع نہ کرے' خواصؒ کے بقول صبر کتاب وسنت کے احکام پر ثابت قدمی کا نام ہے۔ حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شکوہ وشکایت نہ کرنا ہی صبر ہے۔ ابوعلی الدقاقؒ کہتے ہیں کہ صبر کی حد یہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نہ کرے' شکوہ وشکایت کے جذبات سے پاک ہو کر محض مصیبت کا اظہار صبر کے منافی نہیں ہے' اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن میں حضرت ایوب علیہ السلام کو عبد صابر قرار دیا گیا ہے' حالانکہ انہوں نے "مسنی الضر" (مجھے بیماری لگ گئی ہے) کہہ کر اظہار کیا تھا' مگر چونکہ یہ اظہار اللہ سے شفا کی طلب کے لئے تھا اور شکوہ وشکایت کے جذبات سے خالی ہو کر تھا' اسی لئے اسے صبر کے منافی نہیں بتایا گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ صبر دل کی شجاعت کا نام ہے اور شجاعت تھوڑی دیر کے صبر کا نام ہے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ خواہش نفس کے مقابلے میں دینی وعقلی تقاضوں کو ترجیح دینا صبر ہے۔ (یہ اقوال امام ابن القیمؒ کی کتاب عدۃ الصابرین سے ماخوذ ہیں)۔

تمام اقوال کا خلاصہ یہی ہے کہ ضبط نفس اور شرعی احکام پر ثابت قدمی اور مصائب کو جھیلنا اور جزع وفزع کی نفسیات سے دور رہنا صبر ہے۔

صبر کے درجات:

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ صبر کے تین درجے ہیں:

ا:......طاعت پر صبر:

احکام شریعت کی مکمل پابندی اور بجا آوری' خواہ وہ نفس پر کسی درجہ شاق اور گراں ہی کیوں نہ ہو۔

۲:......معصیت سے صبر:

ممنوعات شرعیہ سے نفس کو روکنا خواہ وہ نفس کے لئے کتنے ہی مرغوب کیوں نہ ہوں۔

۳:......مصیبت پر صبر:

صدمہ وتکلیف پر حد سے زیادہ پریشان نہ ہونا اور اسے منجانب اللہ سمجھ کر نفس کو بے قابو نہ ہونے دینا۔

ان تینوں درجات سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر پورے دین کو شامل ہے اور اسی لئے اس کو اختیار کرنے کی بہت زیادہ تاکید وتلقین فرمائی گئی ہے۔

صبر کی اہمیت:

قرآن وحدیث میں صبر کی جو تاکید اور فضیلت آئی ہے' اس کا اصل سبب یہ ہے کہ تمام اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کی اساس وبنیاد صبر ہی ہے۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اس کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنسی تقاضوں کی ناجائز تکمیل سے صبر کرنا عفت وپاکدامنی ہے' پیٹ اور معدہ کی شہوت سے صبر اور ندیدوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑنے سے رکے رہنا شرافت نفس ہے'

ناقابل اظہار و افشا امور کو ظاہر کرنے سے صبر کرنا اخفائے راز ہے' زائد از ضرورت سامان عیش سے صبر کرنا زہد ہے' اپنے پاس موجود حاصل اسباب عیش پر صبر کرنا قناعت ہے' غصہ و اشتعال کے تقاضوں کو پورا کرنے سے صبر کرنا حلم و بردباری ہے' جلد بازی کے تقاضے مکمل کرنے سے صبر کرنا' وقار اور ثابت قدمی ہے' زندگی کے کسی بھی شعبے میں اصل میدان عمل سے فرار اختیار کرنے اور پشت موڑنے سے رکنا شجاعت اور بہادری ہے' انتقامی جذبات پر عمل کرنے سے صبر کرنا عفو و درگزر ہے' بخل کے تقاضے پورے کرنے سے صبر جود و سخاوت ہے' عاجزی' سستی اور کاہلی کے تقاضوں پر عمل کرنے سے صبر کرنا دانشمندی اور ذہانت ہے' خاص وقت (پورے دن) میں کھانے پینے اور جنسی شہوت کی تکمیل سے صبر کرنا روزہ ہے۔ (ملاحظہ عدۃ الصابرین)

معلوم ہوا کہ بیشتر اخلاق حسنہ صبر میں داخل ہیں اور صبر سب کو جامع اور محیط ہے۔ اسی لئے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی حقیقت بتاتے ہوئے فرمایا: ھوالصبر۔ (ملاحظہ ہو "الصبر فی القرآن الکریم" ڈاکٹر یوسف القرضاوی)

ایمان صبر کا نام ہے' اس لئے کہ اکثر ایمانی اخلاق و اعمال صبر میں داخل ہیں' قرآن کریم میں بھی صبر کی متعدد انواع کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے: خاص گروہ لوگ جو فقر و فاقہ' تکالیف جسمانی اور جنگ کے اوقات میں صبر کرنے والے ہوں' یہی لوگ ہیں جنہوں نے راست بازی دکھائی اور یہی لوگ ہیں جو سچے خداترس ہیں۔

اس آیت میں مختلف اعمال صالحہ (انفاق فی سبیل اللہ' صلہ رحمی' فقراء کی مدد' غلاموں کو آزاد کرنا' نماز' زکوٰۃ' وفائے عہد) کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں بطور خاص صبر کا ذکر فرمایا گیا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ صبر ہی وہ ملکہ اور قوت ہے' جس سے مذکورہ تمام اعمال صالحہ میں مدد لی جا سکتی ہے اور صبر سیرت و اخلاق سے متعلق تمام اجزا و اعمال کے لئے اصل الاصول کی حیثیت رکھتا ہے' یہاں صبر کے تین مواقع اور انواع کا ذکر آیا ہے۔ ایک "بأساء" کا جس کا تعلق مالی پریشانیوں اور فقر و فاقہ کی تکلیف سے ہے۔ دوسرے "ضراء" کا جس کا تعلق جسمانی آزار اور قلبی پریشانی سے ہے' تیسرے "بأس" کا جس کا تعلق جنگ کے حالات سے ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ثبات و صبر کے اظہار میں اور جوہر سیرت دکھانے کے یہی تین مواقع ہوتے ہیں اور انسان کا عزم انہیں تین راہوں سے آزمائش میں پڑ سکتا ہے' اگر کوئی شخص ان حالات میں موقف حق پر ثابت قدم رہے تو قرآنی بیان کے مطابق اس کی راست بازی اور تقویٰ شعاری ہر شبہ سے بالاتر ہے۔

صبر کی اسی قدر و قیمت اور اہمیت کے پیش نظر قرآن نے اسے اخروی نجات و فلاح' دخول جنت اور کامیابی کا سب سے موثر ذریعہ بتایا ہے۔

قرآن کہتا ہے:

"ان (نیکیوں) کے صبر کے بدلے
میں اللہ انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا
کرے گا۔" (سورۂ دھر)

رحمٰن کے بندگان خاص کے تذکرے میں آیا ہے:

"یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل
منزل بلند کی شکل میں پائیں گے' آداب و
تسلیمات سے ان کا استقبال ہوگا۔"
(سورۂ فرقان)

اخروی کامیابی کے علاوہ دنیوی کامیابی بھی عموماً صبر کی رہین منت ہوتی ہے' ہر شعبۂ حیات میں محنت و کوشش کا ثمرہ صبر و انتظار کے بعد ہی ملتا ہے اور بے صبری سے معاملات خراب ہو جاتے ہیں۔ عربی شاعر کے بقول:

وقل من جد فی امر یحاوله
واستصحب الصبر الا فاز بالظفر

کسی کام میں سنجیدگی سے محنت و کوشش کرنے اور صبر و ضبط سے کام لینے والا عام طور پر کامیابی اور سرفرازی سے بہرہ مند ہو کر رہتا ہے۔

صبر انسانی خصوصیت ہے:

انسان اللہ کی وہ مخلوق ہے جسے عقل و فہم' شعور و ادراک کی دولت سے نوازا گیا ہے۔ احکام شریعت کا مکلف و پابند بنایا گیا ہے اور اسے مسئول قرار دیا گیا ہے' اسی لئے صبر کو ممتاز انسانی خصوصیت بتایا گیا ہے' امام غزالی نے صبر کے معنی و حقیقت کے بیان کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صبر انسانی خصوصیت ہے' جانوروں اور فرشتوں میں صبر کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جانوروں پر شہوتیں مسلط کر دی گئی ہیں' وہ انہیں کے تابع بنائے گئے ہیں۔ ان کی تمام تر حرکات و سکنات کا باعث و سبب شہوت ہی ہے اور ان میں کوئی ایسی قوت نہیں رکھی گئی ہے جو شہوت سے متصادم ہو اور شہوت کے تقاضوں کی تکمیل سے روکے' جسے صبر کا نام دیا جا سکے' دوسری طرف ملائکہ ہیں جو بہیمیت کے تمام عناصر سے پاک اور سرتاسر ملکوتیت کے اوصاف سے متصف ہوتے ہیں' ان پر شہوتوں کا تسلط نہیں ہوتا' وہ صرف عبادت اور تقرب الٰہی کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں' جبکہ انسان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے بچپن میں جانور ہی کی طرح ناقص ہوتا ہے' انسان حالت طفولیت میں صبر کی قوت نہیں رکھتا' مگر جوں جوں وہ بڑا ہوتا ہے اور مختلف شہوتیں

آتی ہیں تو انسان میں ان کے مقابلہ کی قوت پیدا ہوتی ہے' جو صبر کہلاتی ہے' یہ انسان پر اللہ کا احسان ہے کہ اللہ نے اسے عزت بخشی ہے' جانوروں سے بلند مرتبہ عطا کیا ہے اور شعور وتمیز کی عمر آتے ہی اسے دو قوتوں سے منجانب اللہ نوازا جاتا ہے' ایک تو وہ قوت ہوتی ہے جس کی مدد سے انسان حقائق کا علم حاصل کرتا ہے' اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اسے حاصل ہوتی ہے' انجام اور مآل کار کا پتہ اسے چلتا ہے اور اس کی مدد سے وہ بہیمیت اور شہوانیت کے اثرات سے دور ہوتا ہے اور ہدایت ربانی کا نور اسے بتاتا ہے کہ شہوانیت اور بہیمیت کے جذبات کی پیروی کا انجام بہرصورت تباہی اور خسارہ ہی ہے اور ایک دوسری قوت بھی ہوتی ہے جو خواہش نفس اور باطل کے خلاف اس کو طاقت دیتی ہے' معرکہ خیر وشر میں اس کی مدد کرتی ہے' شہوات کا مقابلہ انسان اسی کی مدد سے کرتا ہے۔

اب ایک طرف شہوانیت ہوتی ہے' اس کے تقاضے ہوتے ہیں اور دوسری طرف قوت دینی ہوتی ہے' اس کے تقاضے ہوتے ہیں' ان دونوں میں معرکہ آرائی رہتی ہے اور میدان معرکہ انسان کا دل ہوتا ہے' قوت دینی کی مدد ملائکہ کی طرف سے اور شہوانیت کے تقاضوں کا تعاون شیاطین کی طرف سے ہوتا ہے' اب اگر شہوانی قوت کے بالمقابل معرکہ میں دینی قوت مستحکم وغالب رہے تو یہی صبر ہے۔ بندہ اگر قوت دینی سے سرفراز رہے اور قوت شہوانیہ کو مغلوب کر دے تو وہ اللہ کے گروہ میں شامل ہے اور صابرین میں سے ہے' جبکہ خدانخواستہ اگر وہ کمزور پڑ جائے اور شہوانیت اس پر غالب آ جائے تو وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

پرخار راہوں سے گزرنا پڑتا ہے اور مخالفوں کے طعنوں' گالیوں' طنز وتشنیع کے حملوں' سازشوں اور ایذا رسانیوں کو سہنا پڑتا ہے اور ہر چیز کو نظر انداز کرکے بلاتردد وتوقف پوری رفتار سے عزیمت وتحمل کے جوہر سے آراستہ ہو کر اپنا سفر منزل مراد کی طرف جاری رکھتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ راہ عمل میں ٹھوکریں لگتی ہیں اور ایسی ٹھوکریں لگتی ہیں کہ پھر اٹھنے کا یارا نہیں رہتا' غلطیاں ہوتی ہیں' چوک ہوتی ہے' ایسے زخم بھی لگتے ہیں جو مندمل ہونے کا نام نہیں لیتے' ناکامیاں آتی ہیں' دشواریاں آتی ہیں' مگر جو قوت صبر سے مالا مال ہوتے ہیں وہ مایوسی کا لفظ اپنی لغت سے خارج کرکے آتے ہیں۔ ان کی امید کا روشن چراغ کسی بھی باد صرصر سے کبھی گل نہیں ہوتا' بلکہ ہر طوفان اور آندھی ان کی قندیل امید اور چراغ آرزو کو اور زیادہ فروزاں اور روشن وتاباں کر دیتی ہے اور ان کے سامنے عرب کے حکیم شاعر کا شعر رہتا ہے' جس نے حقیقت کی ترجمانی اس طرح کی ہے:

لاتیأسن وان طالت مطالبة
اذا استعنت بصبر ان تری فرجا
اخلق بذی الصبر ان یحظی بحاجته
ومدمن القرع للابواب ان یلجا

منزل مقصود تک رسائی میں کتنی ہی طویل مدت گزر جائے مگر کبھی مایوسی کا شکار نہ ہونا' اگر تم نے صبر کی قوت کا سہارا لیا ہے تو کشائش آ کر رہے گی' راستہ کھل کر رہے گا اور منزل مل کر رہے گی' قوت صبر سے مالا مال انسان کی ضرورت پوری ہو کر رہتی ہے' وہ اپنے مقصود کے حصول کے ذریعہ سرفراز ہو کر رہتا ہے' مسلسل دروازہ پر دستک دینے والا اندر داخل ہو ہی جاتا ہے۔

عظمت وکمال کے منارہ بلند پر چڑھنے اور سیادت وقیادت کے منصب عالی پر فائز ومتمکن ہونے کے آرزومند افراد کا اس حقیقت پر کامل یقین ہوتا ہے کہ مشقتوں کے مرکب پر ہوئے بغیر' کلفتوں کا ذائقہ لئے بغیر' مرغوبات سے پرہیز اور خلاف طبع امور کو اپنائے بغیر رفعتوں کا حصول ناممکن رہا ہے' کوئی بھی مقصد عالی صبر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور کوئی بھی امید وآرزو صبر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔

عربی شاعر نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

لاتحسب المجد تمرا انت آکله
لن تبلغ المجد حتی تلعق الصبرا

عظمت وکمال کو تمر' تر اور شیریں کھجور مت سمجھو' ایلوے کا مزہ چکھے بغیر اور تلخیوں سے گزرے بغیر تم کبھی بھی عظمت کے مدارج طے نہیں کر سکتے۔

مشہور شاعر متنبی کے بقول:

لایبلغ المجد الا سید فطن
لما یشق علی السادات فعال
لولا المشقة ساد الناس کلهم
الجود یفقر والاقدام قتال

مقام عظمت ومجد پر وہی رسائی حاصل کر سکتا ہے جو ذہین وہوشیار ہو' بڑے بڑوں پر جو کام دشوار ہو اسے انجام دینے والا ہو' اگر مشقت (اور پر مشقت کام) نہ ہو تو سبھی سردار بن جائے' (عظمت عطا کرنے والا کاموں میں مشقت ہوتی ہے) سخاوت ہاتھ خالی کر دیتی ہے' اقدام جان لے لیتا ہے۔ (تب کہیں جا کر عظمت ملتی ہے)۔

اپنے نفس کو خطاب کرکے متنبی کہتا ہے:

تریدین ادراک المعالی رخیصة
ولا بد دون الشهد من ابر النحل

تم بلندیوں کو بڑی ارزاں قیمت پر (بغیر قربانی وجانفشانی کے) پانا چاہتی ہو' شہد پانے کے لئے مکھیوں کے ڈنک بھی سہنے پڑتے ہیں۔ (عظمتوں اور

رفقتوں کے لئے دشواریوں سے گزرنا پڑتا ہے)۔

ایک شاعر کہتا ہے:

والصبر مفتاح ما یرجی
وکل صعب بہ یھون
فاصبر وان طالت اللیالی
فربما اسلس الحرون
وربما نیل باصطبار
ما قیل ھیھات لا یکون

ہر امید و آرزو کے حصول کے لئے صبر کنجی ہے، ہر مشکل اسی سے آسان ہوتی ہے، اس لئے تم صبر سے کام لو، اگرچہ شب طویل کیوں نہ ہو اور زمانہ لمبا کیوں نہ گزر جائے، بسا اوقات اڑیل سواری اپنے کو قابو میں دیدیتی ہے اور تابعدار ہوتی ہے اور بہت ایسا ہوا ہے کہ صبر کی بدولت وہ مقصد حاصل ہوگیا ہے، جس کے بارے میں سب یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مقصد حاصل نہ ہوسکے گا" گویا ناممکنات کو ممکن بنانے اور مشکلات کو آسان کرنے اور انہونی کو ہونی بنانے میں صبر کو کلیدی کردار حاصل ہے۔

غور کیا جائے کہ جب دنیوی ترقی و بلندی کے لئے صبر کو اتنا بلند مقام اور اہمیت حاصل ہے تو دینی کامیابی اور اخروی ترقی کے لئے صبر کی کتنی اہمیت ہوگی؟ شیخ ابو طالب مکیؒ نے لکھا ہے کہ صبر دخول جنت کا سبب ہے اور نار جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے، اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جنت ناپسندیدہ چیزوں اور جہنم شہوات سے گھیر دی گئی ہے، اب دخول جنت کے لئے مومن کو ناگوار و ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کی ضرورت ہے اور نار جہنم سے نجات کے لئے شہوتوں سے صبر (پرہیز) کی ضرورت ہے اور جان لو کہ بندے عموماً دو چیزوں میں زیادہ نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں: ایک تو پسندیدہ چیزوں سے صبر (بچاؤ) کم کرتے ہیں اور دوسرے ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کم کرتے ہیں۔ (قوت القلوب)

معلوم ہوا کہ صبر ہر عام و خاص کی ضرورت ہے۔ قرآن تخلیق انسانی اور انسان کے ساتھ لاحق سلسلۂ مصیبت و آزمائش کے تذکرہ کے ذریعہ صبر کی عام ضرورت و اہمیت کو بیان کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"درحقیقت ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔" (البلد:۴)

"ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفہ سے بنایا تاکہ ہم اس کو مکلف بنائیں، امتحان لیں اور آزمائیں۔" (الدھر:۲)

ولادت کے وقت سے لے کر وفات تک جو مصائب اور آزمائش آتی ہے اور بلوغ کے بعد دینی اعتبار سے جو ذمہ داریاں آتی ہیں اور جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان سب پر صبر کا حکم اور تلقین ہے اور اس کے بغیر آدمی اپنی ذمہ داریوں سے امانت داری کے ساتھ عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔

اہل ایمان کے لئے صبر کی ضرورت:

اوپر یہ ذکر ہوچکا ہے کہ صبر عام انسانی خصوصیت اور ضرورت ہے۔ اللہ کے وہ بندے جو دولت ایمان سے سرفراز ہوتے ہیں، انہیں اپنی ایمانی زندگی میں بے شمار آزمائشوں، آلام ومحن، مصائب و تکالیف، جانی ومالی دقتوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور قدم قدم پر اپنے مرغوبات کی قربانی پیش کرنی پڑتی ہے۔

حدیث نبویؐ کے مطابق:

"دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔" (مسلم)

اللہ کے بنائے ہوئے نظام کائنات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ایمان بندوں کے دشمنوں کا ایک گروہ ہو جو ان کے خلاف سازشیں کرے، منصوبہ سازی کرے، اللہ کی سنت یہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلے میں ابلیس لعین، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں نمرود، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ابوجہل اور صنادید قریش کو رکھا گیا اور قرآن میں یہ وضاحت کردی گئی: "ہم نے تو اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے" اور "اور ہم نے تو اسی طرح ہمیشہ شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے جو ایک دوسرے پر خوش آئند باتیں دھوکے اور فریب کے طور پر القا کرتے رہے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ انبیاء و رسل کے دشمن انسان و جن کا ایک گروہ ہر دور میں موجود رہا ہے، بالکل یہی حال انبیاء کے پیرو اہل ایمان کا ہوتا ہے، سنت الٰہیہ کے مطابق ان کے خلاف بھی ہر زمانہ میں دشمنوں کی جماعت دشمنانہ سرگرمیوں میں مصروف رہتی ہیں، جو یہ باور کرتا ہے کہ ایمان کا راستہ پھولوں اور راحت و آرام کا راستہ ہے وہ فی الواقع ایمان اور اہل ایمان کے بارے میں اللہ کی سنت سے بے خبر ہے، یہی خیال ابتدائی دور اسلام میں کچھ اہل ایمان کے دلوں میں پیدا ہوا تھا لیکن ان کو یہ صاف صاف بتادیا گیا:

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ
بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ
"ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے

باقی صفحہ 10 پر

دوسری اور آخری قسط

انسانیت کا پیغام

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی ایک یادگار تقریر

آپس میں دعوت اور غیروں میں دعوت:

بس بھائیو اور دوستو! یہی راستہ ہے آپس میں دعوت اور غیروں میں دعوت اور اس ملک میں داعی کا مقام حاصل کرنا۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب آپ کسی کے مال و دولت میں حصہ دار بننا چاہیں گے تو وہ آپ کے مقابلہ پر ضرور آئے گا بھائی بھائی کی لڑائی آپ نے نہیں دیکھی، یہ جو فوج داریاں ہوتی ہیں اور کبھی دیوانیاں ہوتی ہیں اور دیوانی کے مقدمے کبھی پریوی کونسل تک جاتے تھے اور اب سپریم کورٹ تک جاتے ہیں، یہ مقدمے کس لئے ہوتے تھے؟ یہ مقدمے اس لئے ہوتے تھے کہ باپ کی جائیداد میں ایک بھائی زیادہ حصہ لینا چاہتا تھا اور ایک بھائی نہیں دینا چاہتا تھا یا ایک بھائی اپنا شرعی حصہ مانگنا چاہتا ہے اور دوسرا نہیں دینا چاہتا ہے، یہ حصہ داری اور مال پر نظر یہ دشمنی پیدا کرتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اگر آپ زمین بھر میں جو کچھ ہے وہ
خرچ کردیں تو ان کے دلوں کو ملا نہیں سکتے
لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جوڑا ہے۔"

محبوبیت کا راستہ:

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری زمین کی دولت خرچ کردیتے تو بھی ان کے دلوں کو نہیں ملا سکتے تھے، پیسہ ملانے والا نہیں ہے پیسہ دلوں کو توڑنے والا ہے، دلوں کو جوڑنے والی چیز بے غرضی ہے، دلوں کو جوڑنے والی چیز خلوص ہے، محبت ہے، مسلمانوں کے لئے سیاسی تحریکیں اپنی جگہ ہیں، میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہندوستان میں رہنا ہے، یہاں کی زندگی میں اور یہاں کی پارلیمانی زندگی میں بھی حصہ لینا ہے، سیاست سے کنارہ کش ہوجانے کی تبلیغ نہ میں نے پہلے کی ہے، نہ اب کرتا ہوں، آئندہ کی خبر نہیں، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ نوکریوں میں، پیسہ میں اور رشوت

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

خوری میں مقابلہ کرنا اور جس طرح وہ ہر راستہ سے پیسہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ بھی پیسہ حاصل کرنے کی کوشش کریں، یہ وہ چیز ہے جو حریف بناتی ہے، رقیب بناتی ہے، دیکھئے رقابت کے کتنے قصے آپ نے سنے ہوں گے، کتنی بری چیز ہوتی ہے، آدمی اس کے لئے جان دیدیتا ہے اور جان لے لیتا ہے لیکن رقیب نہیں حبیب بننے کی اور حبیب نہیں حلیف بننے کی شکل یہ ہے کہ آپ ان کو وہ دولت دیں جو دے سکتے ہیں اور ان کی دولت میں کم سے کم شرکت گوارا کریں، اپنی دولت تو ساری دیدیں، وہ دولت دینے سے چلی نہیں جاتی رہتی ہے، لیکن ان کے سامنے پوری دولت رکھ دیں اور ان کی دولت سے استغنا برتیں، یہ راستہ محبوبیت کا ہے، کسی بزرگ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

جس سے چاہو تم مستغنی بن جاؤ، تم ویسے ہی ہو جاؤ گے اور جس کو چاہو اس کے اوپر احسان کرو اس کے حاکم بن جاؤ گے، اور جس کے چاہو محتاج بن جاؤ اس کے قیدی بن جاؤ گے۔

تو اگر آپ جانتے ہیں کہ آپ کا وزن ہو تو آپ مستغنی ہوں، میں نے کل جو بات کہی تھی وہ بات بھی یہی تھی کہ یہ حضرات جو آئے ہیں، یہ دعوت کا نتیجہ ہے اللہ کے فضل وکرم سے جو دعوت دی گئی یہاں کتابوں کی شکل میں، تقریروں کی شکل میں اس کا نتیجہ ہے کہ معمولی خطوط پر اتنی بڑے بڑے ہستیاں آگئیں، اگر ہم ان سے ہمیشہ چندہ مانگنے جاتے تو ہمارے خطوط کی قدر ہی کیا ہوتی، جو نہیں آئے ہیں انہوں نے ایسے ایسے خط لکھے ہیں کہ پڑھ کر اثر ہوتا ہے کہ واقعی وہ محسوس کر رہے ہیں کہ انہوں نے نہ آکر غلطی کی اور ایک اچھے موقع سے محروم رہے، خیر ان کی عالی ظرفی کی تاویل جو کچھ کیجئے مگر اس کا سبب یہ ہے کہ ہم نے ان کے سامنے ٹوٹی پھوٹی دعوت رکھی، انہیں کے حالات کے مطابق کہ بھائی یہ غلطی ہے، یہ مادیت کا راستہ ہے، یہ دولت پرستی کا راستہ ہے، آپ داعی تھے، آپ امام تھے، آپ دنیا کے پیشوا تھے، آپ کو دنیا کا پیشوا اور امام ہونا چاہئے، پھر پیشوائی کا منصب خالی ہے، آپ آیئے

اور اس پر مطمئن ہوجایئے یہ اس کا نتیجہ ہے‘ دنیا کی یہ عجیب روش ہے‘ تنقید کیجئے تو دوست اور تعریف کیجئے تو بے حقیقت اور ذلیل‘ تنقید کا تو مطلب ہے کہ آدمی دشمن ہوجائے‘ تنقید کیجئے مگر خلوص سے‘ اس میں نفرت وعداوت کا جذبہ نہ ہو تو دل میں جگہ ہوتی ہے‘ عزت ملتی ہے اور اگر تعریف کیجئے تو شعراء کی جو گت بنی تھی وہ آپ کو معلوم ہے‘ ان سے زیادہ تعریفیں کس نے کی ہیں اپنے ممدوحوں کی اور امراء کی اور نوابوں کی اور رئیسوں کی‘ لیکن کیا ان کی عزت تھی؟ دربار سے دھکے دے کر نکال دیئے جاتے تھے اور ایسا عتاب ہوتا تھا کہ اللہ کی پناہ‘ اگر ہم اس ملک میں حفاظت چاہتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ ہم داعی کا مقام حاصل کریں‘ ہم آپس میں بھی داعی ہوں‘ اس کے لئے تبلیغی جماعت کی کوششیں ہیں‘ اور بھی تبلیغی کوششیں ہیں‘ میں ان کا انکار نہیں کرتا‘ لیکن میں تبلیغی جماعت کی کوشش سے زیادہ واقف ہوں‘ میرا اس سے تعلق ہے اس لئے میں اس کا ذکر کرتا ہوں‘ دعوت میں بہرحال طاقت ہے اور آپ اپنے برادران وطن کے سامنے بھی داعی کی حیثیت سے آئیں‘ ہمدرد کی حیثیت سے آئیں‘ نجات دہندہ کی حیثیت سے آئیں اور بے لوث خادم کی حیثیت سے آئیں تو آپ کو وہ عزت ملے گی کہ آپ کے سارے مسائل حل ہوجائیں گے‘ حفاظت بھی اسی میں ہے اور ترقی بھی اسی میں ہے۔

داعی کا منصب:

ہم نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں بھی یہی بات کہی تھی‘ اگر مسلمانوں کے لئے ترقی کا کوئی راستہ ہے اس ملک میں عزت پانے کا‘ قیادت پانے کا تو یہ کہ وہ داعی بن کر قیادت حاصل کریں‘ حریف بن کر وہ قیادت نہیں حاصل کرسکتے‘ ان کی عددی اقلیت ہونے نے تو ایک طرح سے قسمت پر مہر لگادی ہے‘ اقلیت ہمیشہ اقلیت ہے اور اب کیا اس کی امید ہے کہ تیرہ یا چودہ فیصد لوگ کبھی اکثریت میں ہوجائیں گے‘ آخر دونوں طرف کام ہورہا ہے‘ ادھر بھی نسل بڑھ رہی ہے اور ادھر بھی بڑھ رہی ہے‘ تو اب صورت کیا ہے؟ مسلمان اس سے بھی زیادہ اقلیت میں تھے لیکن اس ملک کے قائد تھے‘ اس ملک کی حفاظت کا انتظام بھی اللہ کے سپرد فرمارکھا تھا‘ یہی صورت اب بھی ہے کہ اگر آپ داعی کی حیثیت اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے طفیل میں آپ کو سب کچھ عنایت فرمائے گا‘ اب آپ لوگ جب یہاں سے جائیں تو اپنی زندگیوں میں تبدیلی کی کوشش کریں‘ لوگوں کے سامنے نمونہ بنیں‘ آپ چھوٹے سے دکاندار ہوں یا بڑے سرمایہ دار‘ بڑے دکاندار اور بڑے ملازم ہوں یا چھوٹے درجہ کے‘ ہر حالت میں اپنے اخلاق سے یہ ثابت کریں کہ آپ کسی اور دنیا کے رہنے والے ہیں‘ کچھ اور حقیقتوں پر آپ کی نظر ہے‘ چند پیسوں پر‘ چند ٹکوں پر آپ کی نظر نہیں ہیں‘ جب یہ ہوجائے گا تو خود بخود انشاءاللہ اسلام پھیلنا شروع ہوگا‘ آپ کو دیکھ کر لوگ مسلمان ہوں گے‘ وہ آپ کی روحانیت اور آپ کے خلوص سے متاثر ہوں گے‘ آپ کے خدمت کے جذبہ سے متاثر ہوں گے۔

مسلمانوں کا قومی مزاج:

اور بھائی اس ملک میں روٹھ کر رہنا اچھا نہیں‘ مسلمانوں میں روٹھنے کا جو مزاج بن گیا ہے‘ یہ مزاج بڑا قابل تنقید ہے‘ وہ باتوں پر میں بہت تنقید کرتا ہوں‘ ہمیشہ سے کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا‘ ایک مسلمانوں میں بدگمانی کی جو عادت ہے اور افواہ بازی کی‘ اس نے ان کو بڑا نقصان پہنچایا ہے‘ بڑے بڑے دینی پیشوا‘ ہماری تو حقیقت کیا ہے‘ ہم تو ان کی جوتیوں کے برابر ہیں‘ جن کی ولایت کی قسم کھائی جاسکتی ہے‘ ان کے متعلق کوئی راہ چلتا آدمی کہہ دے کہ ان کو فلاں جگہ سے ملتا ہے فوراً مان لیں گے اور ایسا کہ بچہ بچہ کی زبان پر ہے‘ فلاں بک گیا اور فلاں کو یہ ملتا ہے‘ فلاں وہاں سے لیتا ہے‘ کسی کو کہا جاتا تھا کہ اسے (فلاں پارٹی) سے ملتا ہے اور کسی کو کہا جاتا تھا کہ اسے حکومت سے ملتا ہے‘ انگریزوں سے ملتا ہے‘ حالانکہ ان میں سے اکثر باتیں غلط تھیں‘ ہمیں ذاتی طور پر ان بزرگوں کے متعلق معلوم ہے تو بہ توبہ ان کے تو خادم غلام بھی اس پستی پر نہیں آسکتے اور چند دونوں طرف کے بزرگوں کے متعلق ہمارا تجربہ ہے‘ تو ایک تو یہ بدگمانی کا مزاج بدلنا چاہئے کہ اپنے کسی عالم‘ کسی ادارہ کے متعلق جو کہہ دیا جائے وہ ماننے پر تیار نہیں‘ اس پر تحقیق کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔

اجتماعی زندگی اور اشتراک عمل:

دوسرے یہ روٹھنے کا مزاج‘ یہ تنگ مزاجی جو مسلمانوں کی ہے کہ بات بات پر روٹھے بیٹھے ہیں‘ اب بالکل دلچسپی نہیں ہے‘ کسی تعمیری کام میں حصہ نہیں لے رہے ہیں‘ ملک ترقی کررہا ہے‘ یہ صنعتی دور ہے اور بغیر اجتماعی زندگی کے‘ بغیر اشتراک عمل کے کوئی کام نہیں ہوسکتا‘ لیکن آپ ناراض ہیں‘ شکایت کا ایک دفتر ہے‘ بھائی! شکایات اپنی جگہ پر‘ لیکن اس طرح تو کام نہیں چلے گا کہ آپ منہ پھلائے اور منہ بنائے بیٹھے ہیں‘ آپ کو اپنا دل کھلا ہوا رکھنا چاہئے اور طبیعت میں تحمل اور حقیقت پسندی ہونی چاہئے‘ ملک کے حالات پر نظر ہو کہ ملک کدھر جارہا ہے‘ اس وقت کیا کرنے کی ضرورت ہے‘ کون سا فائدہ جائز حدود کے اندر مسلمان اٹھاسکتے ہیں تاکہ وہ اپنی اقتصادی حالات درست کریں اور دوسروں کے دست نگر اور محتاج نہ ہوں‘ ان سب چیزوں پر نظر رکھنی چاہئے اور زندگی کی اہمیت سے انکار نہیں کرنا چاہئے‘ اسلام نے رہبانیت نہیں سکھائی ہے‘ کسی ملک میں اگر آپ فقیر ہیں‘ اگر آپ

باقی صفحہ 26 پر

پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کا اخراج

ملک گیر احتجاج کی رپورٹ

کوئٹہ...... آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ایک روزہ احتجاجی کنونشن سے مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام' وکلاء' تاجروں اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالتؐ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لائے تیار ہیں۔ بدھ کی سہ پہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں ایک روزہ احتجاجی کنونشن آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا نور محمد ایم این اے کی صدارت میں ہوا جس سے مختلف مکاتب فکر' دینی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں' جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوار الحق حقانی' مجلس کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد' جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالقادر لونی' جماعت اہلسنّت بلوچستان کے امیر مولانا محمد عباس قادری' جمعیت علماء اسلام کے رہنما صاحبزادہ عبدالقدوس ساسولی' جمعیت اہلحدیث کے سید عبدالمنان شاہ' مولانا قاری عبداللہ منیر' مولانا عبدالکبیر برشوری' جمعیت لائرز فورم کے محمد عابد علی ایڈووکیٹ' انجمن تاجران بلوچستان کے چیئرمین سید تاج محمد آغا اور جماعت اسلامی کے عبدالقیوم کاکڑ نے خطاب کیا۔ مولانا نور محمد ایم این اے نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکمران امریکی ایجنڈے پر عملدرآمد کررہے ہیں۔ وہ پاکستان کا دینی اور اسلامی تشخص ختم کررہے ہیں اور امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے حدود آرڈی نینس' ناموس رسالتؐ کے قوانین میں ترمیم کی جاری ہے' مدارس پر حملے کئے جارہے ہیں' طلباء کو بے دینی کی طرف راغب کرنے کے لئے نظام تعلیم این جی اوز کے حوالے کیا جارہا ہے' دینیات سے سورۂ توبہ اور جہاد کے بارے میں تمام آیات نکال دی ہیں' اب پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کردیا ہے' حکمران اسلامی ملی تشخص ختم کرنے پر ندامت محسوس نہیں کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ علماء پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' وہ حکمرانوں کے عزائم کے بارے میں قوم کو آگاہ کریں اور آئندہ جمعہ ۷/ جنوری کو یوم صدائے ختم نبوت منائیں' علماء کرام مساجد میں خطبہ جمعہ میں پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کے اخراج کے مضمرات سے عوام کو آگاہ کریں' کیونکہ حکمرانوں نے سازش کرکے قادیانیوں کو حرمین شریفین میں داخل ہوکر مقامات مقدسہ کی توہین کا موقع فراہم کیا ہے' انہوں نے صوبہ میں تمام دینی جماعتوں کے ضلعی سربراہوں اور علماء کرام سے اپیل کی کہ ۷/ جنوری کو نماز جمعہ کے بعد احتجاجی ریلی نکالیں اور پریس کلبوں کے سامنے مظاہرہ کریں۔ مولانا انوار الحق حقانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا قادیانی اسلام اور ملک کے کھلے دشمن ہیں' حکومت ان کو ارتدادی سرگرمیوں کی اجازت دے رہی ہے اور پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنے کے ساتھ پاسپورٹ پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جگہ صرف پاکستان تحریر ہے' یہ مسلمانوں کے عقائد و نظریات کے خلاف اسلام دشمن قوتوں کے ایجنڈے کی تکمیل ہے تاکہ ملک کو سیکولر بنایا جائے۔ مجلس کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے کہا کہ قادیانیوں کو حرمین شریفین میں داخل ہوکر مقامات مقدسہ کا تقدس پامال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالقادر لونی نے کہا کہ ناموس رسالتؐ کے لئے مسلمان ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ حکمران کسی بھول میں نہ رہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی یاد تازہ ہوجائے گی' جب لاہور میں دس ہزار نوجوان ناموس رسالتؐ پر کٹ مرے تھے۔ جماعت اہلسنّت بلوچستان کے رہنما محمد عباس قادری نے کہا کہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف ہمارے بزرگوں پیر مہر علی شاہ گولڑوی' امیر ملت پیر جماعت علی شاہ' مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالستار نیازی اور امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد نورانی نے تحریک چلائی' تمام اہلسنّت ناموس رسالتؐ پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں۔ جماعت اسلامی کے ضلعی جنرل سیکریٹری عبدالقیوم کاکڑ نے کہا کہ مسلمان تحریک ختم نبوت میں جماعتی اور ملکی سیاست سے بالاتر ہوکر حصہ لیتے ہیں' وہ مجلس ختم نبوت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے

ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں' یہ کسی پر احسان نہیں ہے۔ جمعیت اہلحدیث کے سید عبدالمنان شاہ نے کہا کہ ختم نبوت اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے' یہ اساسی مسئلہ ہے۔ صاحبزادہ عبدالقدوس ساسولی نے کہا کہ مسلمانوں میں انتشار اور افتراق سے لادین قوتیں زور پکڑ رہی ہیں' مسلمان ناموس رسالتؐ کے لئے کٹ مرنے کے لئے تیار ہوجائیں۔ مولانا قاری عبداللہ منیر نے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے کھلے دشمن ہیں اور ملت اسلامیہ کے لئے ناسور ہیں' حکمران نظریہ پاکستان کے منافی اقدامات کررہے ہیں اور قادیانیوں کی سرپرستی کررہے ہیں۔ مولانا عبدالکبیر برشوری نے کہا کہ حکمرانوں نے شعائر اسلام کی تضحیک کی۔ اسلامی عقائد پر ضرب ناقابل برداشت ہے۔ جمعیت لائرز فورم کے محمد عابد علی ایڈووکیٹ نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت پر ہر مسلمان جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے' حکومت کی طرف سے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے پر ملت اسلامیہ میں تشویش اور اضطراب ہے' وکلاء اس دینی مسئلہ پر مسلمانوں کے ساتھ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر مسلمان کمربستہ ہے' اس بارے میں دو رائے نہیں ہیں۔ انجمن تاجران بلوچستان کے چیئرمین سید تاج آغا نے کہا کہ دینی مسئلہ پر تاجر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں' یہ دینی مسئلہ ہے۔ آخر میں ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ فوراً بحال کرے۔ کونشن میں مدرسہ مطلع العلوم کے بزرگ استاد مولانا عبداللہ پانیزئی اور مفتی خالد محمود کے والد ممتاز عالم دین مولانا عبدالمجید فاضل دیوبند کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی' صوبائی وزیر مولانا عبدالرحیم بازئی نے دعا کرائی۔ کونشن جمعیت اہلحدیث کے مولانا فضل ربی بھی شریک ہوئے' انہوں نے جمعیت کی طرف سے مکمل تعاون کا اعلان کیا۔ دریں اثنا آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا نور محمد ایم این اے اور جنرل سیکریٹری مولانا عبدالحق بلوچ نے تمام اہل اسلام سے اپیل کی ہے کہ ۲۴ دسمبر کو پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے کے خلاف ہر چھوٹے اور بڑے شہر میں احتجاجی مظاہرے کئے جائیں۔ مظاہروں کی کال بدھ کی شام ہونے والے دینی جماعتوں اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کے اجلاس میں دی گئی۔ اجلاس کی صدارت مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت پر واضح کیا گیا کہ ملک کے اسلامی نظریاتی اور دینی تشخص کے دفاع کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے حکمرانوں کیجانب سے پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنے کی موجودہ کوشش کو ایک گھناؤنی سازش کا پیش خیمہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہ کرنا اور تاخیری حربے عوامی جذبات کو مجروح کرنے کے مترادف ہے جس کا جلد از جلد ازالہ نا کیا گیا تو اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔ یہ ایک حساس مسئلہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے بنیادی عقائد بالخصوص ختم نبوت کے بارے میں کسی بڑی سے بڑی طاقت کی پرواہ نہیں کی' حکومت بلاتاخیر اس جائز عوامی مطالبے کو پورا کرے جو پاکستان کی نظریاتی اساس تحفظ کے لئے ضروری اور لازمی ہے' حکومت قادیانیت نوازی چھوڑ دے۔ اجلاس میں تمام اہل اسلام سے اپیل کی گئی کہ وہ نماز جمعہ کے بعد اپنے اپنے شہروں اور قصبوں میں ہونے والے مظاہروں میں شرکت کریں۔ علمائے کرام نماز جمعہ کے اجتماعات میں پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کے لئے قراردادیں منظور کریں۔ اس مقصد کی کامیابی اور باران رحمت کے لئے دعا کریں۔ کوئٹہ میں بعد نماز جمعہ جامعہ مسجد مرکزی کے باہر مظاہرہ ہوگا۔ اس موقع پر آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کردی گئی جس کے امیر جمعیت علماء اسلام کے رہنما رکن قومی اسمبلی مولانا نور محمد' جنرل سیکریٹری جماعت اسلامی کے رہنما سابق ایم این اے مولانا عبدالحق بلوچ' سینئر نائب امیر جمعیت علماء پاکستان کے امیر مولانا مفتی غلام محمد قادری' نائب امیر مولانا علامہ شیخ یعقوب علی توسلی' نائب امیر جمعیت اہلحدیث کے مولانا علی محمد ابوتراب' نائب امیر حاجی سید شاہ محمد آغا' ایک عہدہ مسلم لیگ (ن) کے لئے رکھا گیا ہے' جس کے لئے مسلم لیگ (ن) نامزدگی کرے گی' ایڈیشنل جنرل سیکریٹری' عبدالمتین اخوندزادہ' رابطہ سیکریٹری مولانا عبدالقادر لونی' فنانشل سیکریٹری حاجی خلیل الرحمٰن۔ اجلاس میں مظاہروں اور دیگر سرگرمیوں کے لئے انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی' جس کے سربراہ مولانا عبدالقادر لونی' ارکان مولانا رحمت اللہ' مولانا اسحٰق یوسف زئی' حاجی خلیل الرحمٰن' عبدالقیوم کاکڑ' عبدالقدوس ساسولی' اور حاجی تاج محمد فیروز ہوں گے۔ اجلاس میں مولانا محمد یوسف مکرانی' حاجی حاصل خان تربت' سید عبدالمنان شاہ کے والد سید حمید اللہ شاہ اور سینیٹر ڈاکٹر اسماعیل بلیدی کے والد کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی اور تعزیتی قرارداد منظور کی گئی۔ اجلاس میں جمعیت علماء اسلام کے رہنماؤں رکن قومی اسمبلی مولانا نور محمد' مولانا عبدالقادر لونی' عبدالعزیز خلجی ایڈووکیٹ حاجی محمد اسحٰق یوسف زئی' عبدالستار چشتی' جماعت اسلامی کے

مولانا عبدالحق بلوچ' عبدالمتین اخوندزادہ' مولوی رحمت اللہ موسیٰ خیل' عبدالقیوم کاکڑ' جمعیت اہلحدیث کے ابوتراب علی محمد' مولانا عبدالمنان شاہ' مسلم لیگ (ن) کے سہیل خان ناصر' محمد فاروق یوسف زئی' نصیب اللہ بازئی' غلام فاروق' ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا انوار الحق حقانی' مولانا غلام غوث ارباتوی' مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' قاری محمد حنیف' حاجی سید شاہ محمد آغا' حاجی تاج محمد فیروز' حاجی خلیل الرحمٰن' حاجی نعمت اللہ خان' حاجی زاہد رفیق بجلی' حاجی عبدالصمد سومرو' حاجی محمد نواز' حافظ خادم حسین گجر' عارف محمود بجلی' قاری عبدالرحمٰن' مولانا عبدالغنی' حافظ نور علی' منتظمہ جمعیت جمعیت طلباء عربیہ بلوچستان صاحبزادہ اعجاز الحق حقانی اور حبیب اللہ خان نے شرکت کی۔ دریں اثناء آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے قائدین نے تمام اہل اسلام اور شیدایان ختم نبوت سے اپیل کی ہے کہ وہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کو ختم کرنے کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں۔ ۳۱/ دسمبر کے جمعہ کو "یوم ختم نبوت" منایا جائے گا۔ علماء کرام جمعہ کے اجتماعات میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے عوام کو آگاہ کریں اور قراردادیں منظور کریں۔ ۷/ جنوری کو یوم صدائے ختم نبوت منایا جائے اور تمام ضلعی صدر مقامات پر پریس کلبوں کے سامنے مظاہرہ کیا جائے۔ اس بات کا اعلان آل پارٹیز مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے اجلاس میں کیا گیا' جس کی صدارت آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے امیر رکن قومی اسمبلی مولانا نور محمد نے کی۔ اجلاس میں امیر مولانا نور محمد نے ۲۴/ دسمبر کا مظاہرہ کامیاب بنانے پر تمام دینی جماعتوں اور بالخصوص عوام کی شرکت اور بھرپور محنت پر شکریہ ادا کیا اور مبارکباد دی۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے۔ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی ہدایت پر ۳۱/ دسمبر کے جمعہ کو پورے ملک میں "یوم ختم نبوت" منایا جائے گا۔ علماء کرام' خطباء' مساجد میں پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے پر قراردادیں منظور کرائیں گے اور عامۃ المسلمین کو فتنہ قادیانیت کی سنگینی اور حکومتی اقدامات سے آگاہ کریں گے۔ ۵/ جنوری کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں ایک روزہ صوبائی ختم نبوت کنونشن ہوگا' جس میں علماء' مشائخ' ٹرانسپورٹرز' وکلاء' صحافی تنظیموں کے سربراہوں' نمائندگان' ناظمین' نائب ناظمین اور کونسلران کو دعوت دی جائے گی۔ ۷/ جنوری کو تمام صوبے کے پریس کلبوں کے سامنے مظاہرہ ہوگا۔ آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے قائدین نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں' اجلاس میں فقہ جعفریہ کی طرف سے علامہ شیخ غلام مہدی نجفی کو نائب صدر نامزد کیا گیا' جبکہ رابطہ کمیٹی کے چیئرمین مولانا عبدالقادر لونی ہیں' جمعیت اہلحدیث کی طرف رابطہ کمیٹی میں سید عبدالستار خان شاہ اور مسلم لیگ (ن) کی طرف سے عطاء اللہ احمد زئی فاروق یوسف زئی کو نامزد کیا گیا ہے۔ اجلاس میں سابق رکن قومی اسمبلی مولانا عبدالحق بلوچ علامہ غلام مہدی نجفی' مولانا قاری محمد اسلم حقانی' قاری عبدالرحیم رحیمی' مولانا اسحٰق یوسف زئی' صاحبزادہ عبدالقدوس ساسولی' مولانا عبدالقادر لونی' مولانا رحمت اللہ' صاحبزادہ محمد احمد خان' حاجی سید شاہ محمد آغا' حاجی نعمت اللہ خان' حاجی تاج محمد' حاجی عارف محمد بجلی' حافظ خادم حسین گجر' ماسٹر محمد عثمان' عبدالقیوم کاکڑ نے شرکت کی۔ دریں اثناء کوئٹہ کی بیشتر مساجد میں پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو بحال کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ علماء نے کہا کہ مذہب کے خانہ کو حذف کرنے سے ہزاروں قادیانی اپنے باطل عقائد کے ساتھ حرمین شریفین میں داخل ہو جائیں گے۔ جامع مسجد مرکزی میں مولانا انوار الحق حقانی نے نماز جمعہ کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے تاحال پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہیں کیا اور غلط تاویلات دے کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ جامع مسجد قندھاری میں مولانا عبدالواحد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاسپورٹ کے خانے میں جب تک مذہب کا خانہ بحال نہیں ہوتا تحریک جاری رہے گی۔ جامع مسجد طوبیٰ میں مولانا قاری محمد حنیف نے کہا کہ قادیانی آئین کو پامال کر رہے ہیں اور خود کو آئین سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ جامع مسجد سنہری میں مولانا قاری عبداللہ منیر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالم کفر کے دباؤ پر قادیانیت کے بارے میں آئینی ترمیمات کو غیر مؤثر بنایا جا رہا ہے۔ جامع مسجد عمر میں مجلس کے مرکزی رہنما مولانا بشیر احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکا اور عالم کفر قادیانیوں کے بارے میں امتناع قادیانیت اور شاتم رسولؐ کی سزا سزائے موت کو ختم کرنا چاہتے ہیں' ان قوانین کو انسانی حقوق کے حوالے سے زیادتی قرار دیتے ہیں' اصل انسانی حقوق مسلمانوں کے پامال ہو رہے ہیں' لاکھوں مسلمانوں نے قربانیاں دے کر اسلامی نظریاتی ملک پاکستان حاصل کیا' ان کو اسلام پر زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اقلیت کی خوشنودی کے لئے ہادیٔ برحق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملے ہو رہے ہیں' پاکستان کی قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں ترمیم کی' لیکن قادیانی اس آئین کو تسلیم نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ یہ آئین ختم ہو جائے۔ مولانا بشیر احمد نے کہا کہ آئین میں ترمیم اور تنسیخ کا کسی کو بھی حق

حاصل نہیں ہے۔ قادیانیوں کی سازش سے آئین غیر موثر ہے اور ملک کا اسلامی تشخص خطرے میں ہے۔ قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کر دیا گیا' انہوں نے کہا کہ حکومت ہوش کے ناخن لے اور ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ تسلیم کرے۔ جامع مسجد سراج میں مفتی محمد شفیع نیاز' جامع مسجد گول سیٹلائٹ ٹاؤن میں مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' جامع مسجد اقصیٰ میں مولانا محمد یوسف ہزاروی' جامع مسجد فیض محمد روڈ میں مولانا عبدالقدیر شاکر' جامع مسجد طیب میں مفتی عبدالصمد سرگودھوی' جامع مسجد بلال میں قاری خلیل احمد' جامع مسجد ابوبکر میں مولانا قاری مسعود احمد' جامع مسجد بسم اللہ میں مولانا غلام یاسین عباسی' جامع مسجد جامعہ رحیمیہ نیلا گنبد میں مفتی گل حسن' جامع مسجد تقویٰ میں مولانا حسین احمد اور دیگر مساجد میں علماء نے مطالبہ کیا کہ حکومت پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرے۔ مساجد میں باران رحمت کے لئے بھی دعائیں مانگی گئیں۔

فیصل آباد...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف سے مطالبہ کیا ہے کہ وفاقی کابینہ کی چھ رکنی کمیٹی وزیر مذہبی امور وصدر مسلم لیگ کو اس آزمائش سے نجات دلانے کے لئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ شامل کرنے کا خود اعلان کر دیں اور چودہ کروڑ مسلمانوں کی پریشانی کا بلا تاخیر ازالہ کیا جائے۔ خانہ کعبہ' مسجد نبویؐ کا تقدس بحال رکھا جائے' انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ حرمین شریفین میں داخلہ پر پابندی اور قادیانی/مرزائی غیر مسلموں کی شناخت کے لئے نئے پاسپورٹ میں بھی پہلے کی طرح مذہب کے خانہ کا اندراج ضروری ہے' یہ سیاسی مسئلہ نہیں بلکہ دین' ایمان کا مسئلہ ہے جبکہ جعلی انگریزی پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی غیر مسلم کی اولاد اور پیروکاروں کا مرکز پاکستان کے شہر چناب نگر سابقہ ربوہ ضلع جھنگ میں واقع ہے جن کو ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو ساعت کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا جو خود کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے' ان کے لئے الگ قانون تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی نافذ ہے اور مسلمان کے لئے ختم نبوت کا حلف نامہ اقرار نامہ پر کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے جس کے پیش نظر مذہبی خانہ فوری بحال کیا جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۴ء اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت قادیانیوں کو خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر تین سال قید بامشقت اور جرمانہ کے پیش نظر نئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بلا تاخیر بحال کیا جائے اور وفاقی وزیر داخلہ کی ہٹ دھرمی کا خاتمہ کیا جائے انہوں نے کہا کہ کئی وزراء نے کہا کہ کسی اسلامی ملک کے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہیں ہے جبکہ ان ممالک میں جعلی نبی قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی غیر مسلم کے پیروکاروں کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے پاکستان میں قادیانی غیر مسلموں کا مرکز چناب نگر ضلع جھنگ میں واقع ہے جن کو ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا جبکہ قادیانی آئینی ترمیم اور قانون کو تسلیم نہیں کرتے اور خود کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ ووٹر فارم میں قادیانیوں کے لئے فارم نمبر ۱۰ بحال کر دیا گیا ہے چونکہ قادیانی مرزائی حرمین میں داخل نہیں ہو سکتے اس لئے اندرون ملک اور سعودی عرب میں داخلہ پر پابندی کے پیش نظر پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ضروری ہے حکومت کو چاہئے کہ پاکستان کے ساڑھے چودہ کروڑ مسلمانوں کی پریشانی کے خاتمہ کے لئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ کی بحالی کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ دریں اثنا مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان وفاقی' وزیر قانون' وفاقی سیکریٹری خزانہ' وزیر اعلیٰ پنجاب' وزیر قانون پنجاب' صوبائی سیکریٹری خزانہ اور ہوم سیکریٹری پنجاب سے الگ الگ یادداشت کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ پنجاب پروونشل کوآپریٹو بینک فیصل آباد کے زونل چیف' جنرل منیجر اور رجسٹرار کوآپریٹو پنجاب لاہور کی طرف سے غیر قانونی اور انتقامی کارروائی کے طور پر کوآپریٹو مارکیٹ اہل بازار فیصل آباد کی ۲۸ دکانوں میں سے صرف ایک دکان نمبر ۲۲ رقبہ ۱۰×۱۰ فٹ کو بے دخلی کا جاری شدہ نوٹس منسوخ کیا جائے اور اختیارات کا ناجائز استعمال اور بدنیتی پر مبنی نوٹس جاری کرنے پر متذکرہ افسران بیوروکریسی کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ یادداشت میں کہا گیا ہے کہ دکان نمبر ۲۲ کے کرایہ دار کو جان بوجھ کر انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے جبکہ وہ ۴۴ سال سے ماہوار کرایہ ادا کر رہا ہے' کبھی ڈیفالٹر نہیں ہوئے اور باقاعدہ طور پر لیز ڈیڈ تحریر شدہ ہے قانونی جائز کرایہ دار نہ کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں کی' نئے قانون کرایہ داری ایکٹ کے تحت ہر تین سال بعد

اشتہارات کے نرخ

بیک ٹائٹل پورا صفحہ چارکلر	15000/=
اندرون بیک ٹائٹل پورا صفحہ	8000/=
عام صفحہ مکمل بلیک اینڈ وہائٹ	5000/=
عام صفحہ نصف	2500/=
عام صفحہ چوتھائی	1200/=
سنگل کالم فی سینٹی میٹر	100/=

پچیس فیصد کرایہ بڑھا کر ادا کیا جاتا ہے یکم جولائی ۲۰۰۴ء سے آئندہ تین سال کے لئے پچیس فیصد کرایہ بڑھا کر دیا جا رہا ہے۔ بینک انتظامیہ نے ۲۸ دکانوں میں سے صرف دکان نمبر ۲۲ کے کرایہ دار کو ۸/ستمبر ۲۰۰۴ء کو غیر قانونی طور پر بے دخلی کا نوٹس جاری کیا ہے' جس پر ڈسٹرکٹ منیجر بینک ہذا کے دستخط ہیں کہ ۱۵ یوم کے اندر دکان خالی کر دی جائے کیونکہ معاہدہ مدت یکم جون ۱۹۸۰ء کو ختم ہو چکی ہے اور دکان میں کار پارکنگ بنائی ہے جبکہ کرایہ معاہدہ کی تجدید کرانا نہ کرانا بینک انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کرایہ دار کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے' جبکہ ۲۴ سال سے کرایہ معاہدہ کی رو سے خود تجدید ہو جاتی ہے بینک انتظامیہ معاہدہ کی آڑ میں بے دخلی کا نوٹس دینے کی مجاز نہ ہے اور ۱۰ فٹ چوڑی اور ۱۰ فٹ لمبی دکان میں کار پارکنگ نہیں بن سکتی' جبکہ بینک مارکیٹ میں ۲۸ دکانات ہیں اور کسی کو نوٹس نہیں دیا گیا جبکہ سب کے معاہدہ جات ۱۹۸۰ء کے ہیں' اس کے علاوہ دوسری منزل پر ۱۸ کمرے کرایہ پر دیئے ہوئے ہیں' ان میں سے کسی کو نوٹس جاری نہیں کیا گیا کل ۴۶ کرایہ دار ہیں اور دیوار میں نصب تین ڈبہ کے کرایہ دار الگ ہیں بینک غیر قانونی کارروائی کر رہی ہے جس کا خاتمہ کیا جائے جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر دکان نمبر ۲۲ میں واقع ہے۔ یہ قادیانی جماعت کی سازش ہے۔ دریں اثنا فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے مسلمانوں کی اضافی بستی جھلیز کالونی نمبر ۱ میں واقع پلاٹ نمبر ۴۹۰ بلاک ڈی بالمقابل واٹر ٹینکی میں دوسری بار قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے غیر قانونی طور پر پاس کیا گیا پانچ کنال رقبہ کا نقشہ منسوخ کرنے پر ڈائریکٹر ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی فیصل آباد کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اعلیٰ حکام اور خفیہ ایجنسیوں سے مطالبہ کیا گیا کہ ۵۰ سال بعد راتوں رات قادیانی جماعت نے محکمہ ہاؤسنگ کے افسران سے ساز باز کر کے ۲۸ فروری ۲۰۰۴ء اور ۶/مارچ ۲۰۰۴ء کو غیر قانونی طور پر ٹرانسفر اور ٹرانسفر کرانے اور کمرشل کرنے کی تحقیقات کرائی جائے اور اخبارات میں اشتہارات نہ دینے اور لیگل لیٹر کی طرف سے نیا اجازت نامہ طلب اور داخل نہ کرنے نوٹس کیا لیا جائے اور پلاٹ کی ٹرانسفر اور ایگریمنٹ منسوخ کر کے پلاٹ سیل کی جائے اور نیلام عام میں فروخت کیا جائے جبکہ دوسرا نقشہ بھی لی پمفلٹ سے داخل کیا گیا تھا جو ۱۰/اپریل ۲۰۰۱ء کو منسوخ ہوا اب تیسرا نقشہ قادیانی عبادت گاہ کا داخل شدہ ۳۰/ستمبر ۲۰۰۴ء کا ۱۰/جنوری ۲۰۰۵ء کو منسوخ کیا گیا ہے پلاٹ ۴۹۰۔ڈی کا الاٹی قادیانی ۱۹۸۳ء میں مر گیا ہے اور یہ پلاٹ ۱۹۵۴ء میں الاٹ ہوا۔ دریں اثنا مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان اور گورنر پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈسکہ کے ایک گاؤں اوجی گھرولیاں کا نام تبدیل کر کے قادیانی غیر مسلم کے نام پر اسلم پور رکھنے کی تحقیقات کی جائے اور مسلمانوں کے گاؤں کا پرانا نام اوجی گھرولیاں بلا تاخیر بحال کیا جائے۔ انہوں نے کہا یہ سارا گاؤں مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل ہے صرف دو گھر قادیانی غیر مسلموں کے ہیں' جبکہ صوبائی وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے غیر قانونی طور پر اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اپنا یک قادیانی غیر مسلم دوست کے نام پر اسلم پور رکھ دیا' اس سلسلہ میں ملک بھر کے مسلمان مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ قادیانیت نوازی بند کر کے مسلمانوں کے گاؤں کا نام سابقہ بحال کیا جائے اور اسلم پور کے نام کا نوٹیفکیشن منسوخ کیا جائے مگر تا حال نوٹیفکیشن منسوخ نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی پریشانی ختم نہیں ہو سکی ضرورت اس امر کی ہے کہ قادیانی غیر مسلموں کی خوشنودی ترک کر کے مسلمان اکثریت کا احترام کیا جائے۔ دریں اثنا مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ کیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں توہین رسالت ایکٹ کی دفعہ ۲۹۵۔سی اور توہین قرآن مجید کی دفعہ ۲۹۵ بی تعزیرات پاکستان کا مکمل تحفظ کیا جائے اور ان دفعات کو ختم کرنے کا مطالبہ کرنے والوں کے خلاف مقدمات چلائے جائیں' انہوں نے کہا کہ یہ ملک کسی جرنیل نے فتح نہیں کیا بلکہ کلمہ طیبہ کے نام پر دو قومی نظریہ جداگانہ انتخابات کے ذریعہ قائم ہوا تھا اور اس میں کسی اقلیت کا کوئی حصہ نہیں ہے توہین رسالت کا قانون اور توہین قرآن ایکٹ اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے اسلامی قوانین پر ہزاروں قربانیاں دینے کے بعد نافذ ہوئے ہیں' ان کو کوئی مائی کا لال ختم نہیں کر سکتا جبکہ مٹھی بھر اقلیتوں کو اپنے دائرے میں رہنا چاہئے اور ایسے غیر قانونی اسلام دشمن مطالبات نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق تمام غیر مسلم اقلیتوں کی کل تعداد ۳۶ لاکھ ۳۵ ہزار تھی اور مسلمانوں کی اب تعداد ۱۴ کروڑ ۶ لاکھ ہے اور مسلم اکثریت کو اشتعال نہ دلایا جائے۔

ساہیوال...... مذہب اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والے ملک کے کمپیوٹرائزڈ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ دوبارہ شامل کیا جائے۔ دینی و سیاسی جماعتیں تمام تر مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر حکومت کے اس غیر آئینی اقدام کے خلاف

صدائے احتجاج بلند کریں۔ نئے پاسپورٹ سے مذہبی خانہ کے اخراج جیسی سازشوں میں قادیانی گروہ کے ماسٹر پلان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری عبدالجبار، محمد اسلام بھٹی اور رانا عبدالشکور طاہر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کیا ہے۔ انہوں نے کہا حکومتی اقدامات ملک کو سیکولر بنانے اور ملک کی نظریاتی اساس سے دستبردار ہونے کی غمازی کررہے ہیں۔ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں اور وہ آئین میں اپنی متعینہ و دستوری حیثیت کو تسلیم کرنے کی بجائے آئین سے بغاوت پر مبنی موقف اپنایا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا مذہب کے خانہ نکالنے کی وجہ سے عالمی سطح پر اسلام اور پاکستان کا وقار بری طرح مجروح ہوا ہے اور وفاقی مذہبی امور کا بیان کہ سعودی عرب کے پاسپورٹ میں بھی مذہب کا خانہ نہیں۔ انتہائی مضحکہ خیز اور افسوسناک ہے، کیونکہ سعودی عرب سمیت تمام عرب ممالک میں سرے سے قادیانی فتنے کا وجود ہی نہیں کہ وہاں کے پاسپورٹ میں بھی مذہب کے خانے کا اندراج ہو۔ انہوں نے کہا ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو منتخب پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس فیصلے کی روشنی میں پاسپورٹ فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ اور پاسپورٹ کی کاپی میں مذہب کے خانے کا اندراج ضروری قرار پایا۔ قادیانی آج بھی آئین پاکستان کی رو سے اپنے کو کافر تسلیم کرلیں اور اپنے غیر مسلم ہونے کی کا بیان تشہیری مہم کے لئے میڈیا کو ارسال کردیں تو ہم جدید پاسپورٹوں میں مذہب کے خانہ کی بحالی کے مطالبے سے دستبردار ہوجائیں گے۔ مشترکہ بیان میں کہا گیا کہ کلیدی عہدوں اور حساس پوسٹوں پر فائز پانچ سو سے زائد قادیانی لابی نے باقاعدہ لابنگ کرکے مذہب کا خانہ ختم کروایا تاکہ سیکریٹ پلان کے تحت تیس ہزار قادیانیوں کو حرمین شریفین میں داخل کیا جاسکے جو وہاں دہشت گردی کریں اور سعودی ملک کے اہم راز اور خفیہ مقامات کے نقشے چوری کرکے اپنے پروردہ امریکا و برطانیہ کی نمک حلالی کا حق ادا کریں۔ حکومت ہوش کے ناخن لے اور بروقت ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے فی الفور مذہب کا خانہ بحال نہ کیا تو اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے اور آنے والے حالات کسی بڑی تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں۔ دریں اثنا فتنہ پرور لوگ مادی ترقی کا خواب دکھا کر اور جدید علوم میں دسترس حاصل کرنے کا جھانسہ دینے کی آڑ میں مسلمانوں کو بنیادی عقائد ونظریات سے بیزار کرنے اور اعمال و کردار کی جڑوں میں لادینی مذہب سے بیزاری اور خود پسندی پھیلانے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ آزادی مذہب کے درپردہ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت جیسے قوانین کو متنازعہ اور بازیچہ اطفال بنایا جارہا ہے۔ ان خیالات میں ضروری ہے کہ ملک بھر میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد اور ناموس رسالت کے تحفظ کرنے کی تحریک کو ازسرنو منظم کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے میانچنوں میں اپنے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ قادیانی اور انتہا پسند مغربی ممالک کی اولین ترجیحات کا حصہ ہے اور دہشت گردی کے حوالہ سے اسلامی ملکوں کو عالمی برادری مسلسل منظم طریقے سے بدنام کررہی ہے۔ مسلم ممالک کے حکمران خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کی بجائے اتحاد اور سنجیدہ کوششوں کے ذریعے ان سامراجی سازشوں کا مردانہ وار مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا قادیانی، اسرائیل اور امریکا ایک تکون ہیں۔ عالمی یہودی میڈیا دینی جماعتوں، اسلام اور پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی بند کرے انہوں نے کہا قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اقلیتوں کے تحفظ کے نام ارباب اقتدار قادیانی جماعت کو قصر ختم نبوت میں نقب لگانے کا نیا راستہ میسر کررہے ہیں۔ اس گھناؤنے کردار میں کلیدی عہدوں پر فائز سکہ بند قادیانی خوفناک اور دین دشمن کردار ادا کرنے میں فرنٹ لائن پر ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملدرآمد کرایا جائے اور کلیدی آسامیوں سے قادیانیوں کو سبکدوش کیا جائے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے اور قادیانی اوقافوں کو سرکاری تحویل میں لیا جائے۔ دریں اثنا چیچہ وطنی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا کے متعلق ۲۹۵۔سی میں کی گئی ترمیم فی الفور واپس لی جائے اور حکومت ناموس رسالت اور قصر ختم نبوت کے تحفظ کے لئے فول پروف انتظامات یقینی بنائے۔ ناموس رسالت کا تحفظ آفاقی پیغام اور آسمانی فیصلہ ہے۔ انسانی فیصلے اسے بدلنے کا اختیار نہیں رکھتے اور جب تک حکومت جدید الیکٹرونک پاسپورٹوں میں مذہب کا خانہ شامل نہیں کرتی اور توہین رسالت ایکٹ میں ترمیم واپس نہیں لیتی اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ وہ جامع مسجد رحیمیہ میں منعقدہ کارکنوں کی تربیتی نشست سے خطاب کررہے تھے انہوں نے کہا کہ قادیانی سامراجی قوتوں کے ایجنٹ، استعماری طاقتوں کے گماشتے اور صیہونی لابیوں کے آلہ کار ہیں۔ وہ

امریکا کی چھتری استعمال کرکے ناموس رسالت کے تحفظ کے قوانین اور گستاخ رسول کی سزا کی دفعات کو ختم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ عیسائی ان ناپاک سازشوں کو سمجھیں اور وہ قادیانی جماعت کی لڑائی نہ لڑیں' انہوں نے کہا قانون ناموس رسالت' تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے منصب نبوت کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ اگر ۲۹۵۔سی کو ختم کیا گیا تو پھر لوگ قانون کے دروازے پر دستک دینے کی بجائے قانون کو ہاتھ میں لینے پر مجبور ہوں گے اور اسی مسئلہ میں امت مسلمہ کا چودہ سو سال سے ایک ہی موقف چلا آرہا ہے۔ اس پر ہمیں کسی قسم کے بیرونی دباؤ کو مسترد کردینا چاہئے' انہوں نے کہا غیر مسلم بیرونی طاقتیں قانون رسالت کے غلط استعمال کا واویلا کرکے ہمارے اندرونی و مذہبی معاملات میں جارحانہ مداخلت بند کریں۔ قادیانیوں نے قانون ناموس رسالت کو منسوخ اور غیر موثر کرانے کے لئے بین الاقوامی پلاننگ کی ہے تاکہ قادیانیوں کے خلاف بنائے گئے قوانین کو ختم کرنے کی راہ ہموار ہو اور ملک پاکستان کو قادیانی بنانے کا خواب پورا ہو' انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ شامل کرنے کے لئے فی الفور نوٹیفکیشن جاری کیا جائے اور طبع شدہ پاسپورٹوں کو منسوخ کیا جائے اور حکومت اپنے عملی اقدامات سے یقین دلائے کہ قانون توہین رسالت کو ختم کرنے یا غیر موثر کرنے کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا اور اس ضمن میں کسی طرح کا بھی اندرونی و بیرونی دباؤ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

بقیہ: انسانیت کا پیغام

ذلیل ہیں' اگر آپ محتاج ہیں تو آپ کیا اسلام کی دعوت دے سکتے ہیں' محتاجوں کی بات کس نے سنی ہے' وہ عرب کے لوگ بے شک غریب تھے لیکن ان کے دماغ بڑے اونچے تھے اور وہ بڑے خوددار تھے' ہم تو خودداری بھی کھو دیتے ہیں' ایک طرف ایسے روٹھتے ہیں کہ اس کی کوئی حد نہیں ہوتی ہے اور ایک طرف ایسے گرتے ہیں' ایسے گرتے ہیں کہ پستی کی کوئی حد باقی نہیں رہتی' دل اندر سے اس وقت بھی گالی دیتا ہے' لیکن اپنے کو بھی ذلیل کرتے ہیں' روٹھے بیٹھے ہیں لیکن اگر دیکھا کہ فلاں آدمی سے چار پیسے مل سکتے ہیں تو روٹھے ہوئے آدمی اس کے پاس جاکر پاؤں چھونے لگتے ہیں' ہم نے ایسے لوگوں کو پاؤں چھوتے ہوئے دیکھا ہے' دن رات گالیاں دینا جن کا وظیفہ ہے۔

بس بھائیو! حقیقت پسندی سے کام لینا چاہئے اور آخری بات یہ کہ داعی کا مقام حاصل کرنا چاہئے' انسانیت کا پیام پہنچانا چاہئے' اس ملک کے رہنے والوں کو جب آپ انسانیت کا پیام پہنچائیں گے تو محبوب بن جائیں گے' ہم نے بارہا تجربہ کیا ہے جب بھی ہم نے بے غرض اور بے لوث ہوکر یہ پیغام پہنچایا ہے تو ہم نے دیکھا کہ آنکھوں کی کیفیت بدل گئی اور لہجہ بدل گیا' ہم تو جب بھی آئیں گے تو آنکھوں کو چڑھائے ہوئے اور آنکھوں سے شرارے نکل رہے ہوں گے تو کون ہمارا استقبال کرے گا' لیکن جب ہماری آنکھوں میں آنسو ہوں گے اور ہمارے دل میں محبت جوش مار رہی ہوگی اور ہمدردی کا جذبہ ہوگا تو چاہے آپ بولیں یا نہ بولیں آپ کا احترام ہوگا' آپ کی طرف سے محبت پیدا ہوگی' اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ داعی بن کر میدان میں آئیں' داعی آپس میں آپس کی تبلیغ اور غیر مسلم بھائیوں اور برادران وطن کے سامنے بھی داعی ان سے یہ کہنا کہ خدا کے ساتھ اخلاص اور خدا کے ساتھ معاملہ درست کئے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا' ان سے یہ کہنا کہ انسان بنے بغیر' اخلاق درست کئے بغیر اور ملک سے سچی محبت رکھے بغیر' سچی حب الوطنی کے بغیر یہ ملک باقی نہیں رہ سکتا اور تم بھی باقی نہیں رہ سکتے' جب آپ اس طرح آئیں گے' یہ اسٹیج ایسا نہیں کہ آپ ساتھ ساتھ ان کو اسلام کی دعوت بھی دیں' دیکھئے ٹکسال کس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسا ہے لیکن سکہ کو دیکھ کر لوگ (کہتے ہیں کہ) ٹکسال کیسا ہے' کیسی ٹکسال ہے جو ایسے سکے ڈھالتی ہے کیسا مدرسہ ہے جو طالب علم پیدا کرتا ہے' اگر مدرسہ کو روشناس کرانا ہے تو ایسا طالب علم نکالئے' کارخانہ کو روشناس کرانا ہے تو ایسا ماڈل بنایئے' اگر ٹکسال کی تعریف کرانی ہے تو ایسے سکے ڈھالئے۔

بھائی راستہ یہ ہے اور باقی جتنے راستے ہیں سب آزمائے جاچکے ہیں جو قوم دعوت لے کر کسی ملک میں گئی اسے قبول کرلیا گیا' ملک بھی پھلا پھولا اور وہ بھی اور اگر وہ نہیں قبول کی گئی اور دعوت سچی تھی' اللہ کی طرف سے تھی' اللہ کی اس میں نیابت اور اللہ کی ترجمانی تھی اور اللہ کی اس میں منشاء تھی تو پھر ان لوگوں کا انجام جنہوں نے اسے قبول نہیں کیا اچھا نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو سب کو توفیق دے کہ ہم حقائق پر غور کریں اور اللہ کی دی ہوئی سمجھ سے کام لیں' اپنے حالات خود تبدیل کریں اور پھر اس کے ذریعہ اس ملک کے حالات کو تبدیل کریں اور اس ملک کے لئے ہم بابرکت وجود ثابت ہوں' فیض رساں' چشمہ رحمت اور فرشتہ رحمت ثابت ہوں اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں تبدیلی پیدا فرمائے' ہماری کیفیات میں تبدیلی فرمائے۔

☆☆..........☆☆

ہر مذہب میں کچھ بنیادی عقائد اور اصول ہوتے ہیں جن کی بنا پر ایک مذہب دوسرے مذہب سے جدا اور ممتاز سمجھا جاتا ہے

عقائد اسلام اور مرزائیت

تقابلی جائزہ

مفتی محمد راشد مدنی

قسط نمبر ۸

مسلمانوں کے عقائد

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا جو سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا‘ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہوگیا‘ آپ علیہ السلام کے بعد کسی کو بھی منصب نبوت عطا نہیں کیا جائے گا‘ خواہ نبوت تشریعی ہو یا غیر تشریعی یا کسی بھی قسم کی ہو۔

حدیث مبارکہ سے ثبوت:

”عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعة کھاتین.“ (صحیح بخاری ص ۹۶۳ ج ۲)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔“

تشریح:

جس طرح شہادت کی انگلی درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں‘ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

مرزائیوں کے عقائد

مرزائیوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی‘ بلکہ آپ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ آپ علیہ السلام کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی سابقہ انبیاء کی طرح نبی ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننے والے کافر ہیں۔

مرزائیوں کی کتابوں سے ثبوت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

”انا انزلناه قریباً من القادیان...... الخ.“

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹‘ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

ترجمہ: ”ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔“

”میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷‘ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

”قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ای مرسل من اللہ.“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰‘ تذکرہ ص ۳۵۲ طبع سوم)

ترجمہ: ”اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔“

بنیادی عقائد میں سے ایک بھی عقیدہ سے انحراف مذہب سے تعلق ختم کر دیتا ہے جبکہ قادیانی مذہب نے بیسیوں اسلامی عقائد سے انحراف کیا ہے

REGD # SS-160

صدر مملکت، وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے

- ...... قادیانیوں کو ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین پاکستان میں دوسری متفقہ ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔
- ...... ووٹر لسٹ، پاسپورٹ وشناختی کارڈ کے فارموں میں ختم نبوت کا حلف نامہ رکھا گیا۔
- ...... پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا گیا۔
- ...... ربع صدی سے پاکستان کے تمام حکومتی ادوار میں اس پر عملدرآمد ہوتا رہا۔
- ...... موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی سازش سے ووٹر لسٹوں سے حلف نامہ حذف کیا گیا اور پھر اسلامیان پاکستان کے اضطراب واحتجاج کے باعث اسے وفاقی حکومت نے واپس لیا۔
- ...... اب پھر حکومتی دوائر میں قادیانی لابی نے شب خون مار کر پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کرا دیا ہے۔
- ...... حالانکہ یہ آئینی طور پر طے شدہ مذہبی وقومی مسئلہ تھا، جسے اب متنازعہ بنا کر اسلامیان عالم کو اضطراب اور اسلامیان پاکستان کو امتحان میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔
- ...... پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ جہاں آئینی تقاضہ تھا، وہاں اس لئے بھی ضروری تھا کہ قادیانی بوجہ غیر مسلم ہونے کے حدود حرمین شریفین میں داخل نہیں ہوسکتے۔ سعودی عرب حرمین شریفین میں قانونی طور پر شاہ فیصل مرحوم کے دور سے ان کا داخلہ بند ہے۔ پاکستان میں دیگر ممالک کی نسبت قادیانی تعداد زیادہ ہے۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کے باعث دھوکہ دہی سے وہ مسلمان بن کر حرمین شریفین چلے جاتے تھے، اب مذہب کے خانہ کو پاسپورٹ سے حذف کر کے قادیانیوں کی چال اور دھوکہ دہی کو کامیاب بنانے کی حکومتی سطح پر نامناسب کوشش کی گئی ہے۔
- ...... صدر مملکت، وزیر اعظم، وفاقی وزیر داخلہ، قادیانی لابی کی ناز برداری اور پرورش کی روش ترک کر کے پاسپورٹ کے فارم میں حلف نامہ اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو حسب سابق فوری بحال کرنے کا آرڈر جاری کریں۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان